شیعہ کتاب

بہارِ انقلاب

پر

ایک نظر

مصنّف

مولوی برہان احمد ظفر مبلغ بمبئی

الناشر

جماعت احمدیہ بمبئی

ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۲
۲	تعارف	۳
۳	دجال	۹
۴	حضرت مہدیؑ کے بارے میں شیعوں کے عقیدے خصوصیات اور اس عقیدے پر اعتراضات	۱۱
۵	طولِ عمر کا راز	۱۷
۶	امام مہدیؑ کی طولانی غیبت کا فلسفہ	۲۹
۷	پردہ غیب میں امام کے وجود کا فلسفہ	۲۷
۸	امام مہدیؑ اور جہاد	۴۵
۹	پس منظر آمد امام مہدیؑ	۴۹
۱۰	موعودِ اقوام عالم	۴۹
۱۱	یہودی اور عیسائی مذہب کا فرمان	۵۰
۱۲	پارسی مذہب	۵۲
۱۳	بدھ مذہب	۵۳
۱۴	ہندو مذہب	۵۳
۱۵	مذہب اسلام	۵۴
۱۶	مصلح آخر الزماں کے آنے کا وقت	۵۷
۱۷	احادیثِ نبویہ سے امام مہدیؑ کا زمانہ	۶۰
۱۸	ائمہ امت کے بیانات	۶۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹	غیر قوموں کے حوالہ جات	۶۳
۲۰	سفیانی کا خروج	۶۸
۲۱	دیگر مذاہب کی کتب میں مصلح آخر الزماں کے ظہور کی علامات	۷۰
۲۲	مصلح آخر الزماں کا انتظار و آمد	۸۲
۲۳	وحی الہٰی	۱۰۱
۲۴	جمیع پیشگوئیوں کا مظہر	۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

امام مہدی علیہ السلام اور مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آمد کا عقیدہ متفقہ ہے۔ اگرچہ اس کے ظہور یا نزول کے بارے میں مختلف فرقوں میں اختلاف ضرور پایا جاتا ہے۔ شیعہ حضرات امام مہدیؑ کے خروج کا نظریہ رکھتے ہیں جو کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں ظہور کریں گے۔ اسی ضمن میں جناب ناصر مکارم شیرازی صاحب نے ایک کتاب بہار انقلاب لکھی جس کا اردو ترجمہ مکرم سید محمد عسکری صاحب نے کیا ہے جس میں انہوں نے امام مہدیؑ کی غیبت اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے امام مہدیؑ کی آمد اور اس کے بعد کے حالات کو بیان کیا ہے۔ ان کی اس کتاب پر مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ بمبئی نے تبصرہ کرتے ہوئے شیعہ عقائد کا رد اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کو پیش کیا ہے جو کہ یقینی طور پر لوگوں کے علم میں اضافہ کا کام کرے گا۔

نظارت نشر و اشاعت نے اس کی اشاعت کی منظوری عنایت فرمائی ہے اس لئے خاکسار اس کتاب کو اپنے خرچ پر شائع کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب سے بہت سے لوگوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

غلام محمود رائیچوری

امیر جماعت احمدیہ بمبئی

شیعہ کتاب "بہار انقلاب"

پر

ایک نظر

تعارف:۔ کتاب بہار انقلاب امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں شیعہ حضرات کے مسلک کی ترجمانی کرنے والی کتاب ہے جو محترم ناصر مکارم صاحب شیرازی کی تصنیف ہے اس کا اردو ترجمہ مکرم سید محمد عسکری صاحب نے کیا ہے۔ اس کے ٹائیٹل کو دیکھ کر اول تو یوں معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے چونکہ لکھا ہے کہ:۔

"انقلاب مہدی آخری الزماں کے بعد کے حالات" لیکن اس کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ صرف امید ہی قائم کی گئی ہے اور آئندہ آنے کی امید دلائی گئی ہے اور لکھا ہے کہ

"جی ہاں! ابھی اس آفتاب نے اپنے چہرے سے بادلوں کی نقاب نہیں ہٹائی ہے اور ہمیں مسلسل اس دن کا انتظار کرنا چاہیئے جس دن مطلع پوری طرح سے صاف ہو جائے گا بادل چھٹ جائیں گے اور یہ اندھیری دنیا آپ کے وجود سے روشن ہو جائے گی اور گویا صبح ہونے ہی والی ہے الصبح بقریب"[1]

علامہ خمینی صاحب نے تو امام مہدی کے ظہور کی انتظار کو ہزاروں سال تک پھیلا دیا ہے جب کہ آپ کی ایک کتاب "اسلامی حکومت" میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں اپنی بات کی وضاحت کے لئے پوچھتا ہوں کہ امام مہدی کی غیوبت کو آج ایک ہزار سے زیادہ کا عرصہ گذر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ امام غائب کی تشریف آوری میں ابھی ہزاروں سال اور گذر جائیں"[2]

---

[1] بہار انقلاب صہ ۲۴ [2] اسلامی حکومت صہ ۵

الغرض خواہ شیعہ حضرات ہوں یا دوسرے مسلمان ان کے ذہنوں میں بسنے والا امام مہدی ان کی خواہشات کے مطابق ظہور پذیر نہیں ہوتا اس لئے اب بعض لوگوں نے تو اس عقیدہ کو ہی جھوٹا بیان کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ لوگ جو امید رکھتے ہیں کہ ضرور آئے گا لیکن مایوسی کی جانب وہ بھی زیادہ بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں ہاں یہ بات کیوں نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیش گوئی ہے کہ ان قوموں کو آخر مایوسی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا اُمید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔[1]

عام مسلمان اور عیسائی جیسے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بارہ میں جھوٹا عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح شیعہ حضرات بھی امام مہدی کے غیب ہونے اور اسی کے پھر ظاہر ہونے کے جھوٹے عقیدہ پر قائم ہیں اس لئے ان کا بدظن ہونا بھی ضروری ہے۔

اس چھوٹی سی تمہید کے بعد میں اصل کتاب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَم

مصنف نے "زندہ دستاویز" کے تحت ایک الگ مضمون باندھا ہے جس میں امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات کو بیان کر کے اس عقیدہ کے تواتر کو فقہاء و علماء کے خیالات بیان کر کے تحریر فرمایا ہے اور اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام مہدی کے آنے کا تمام مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ عقیدہ ہے لیکن اچانک ہی مندرجہ بالا حدیث کو تحریر کر کے محترم نے اس کی تردید کر دی ہے کہ اس حدیث کی تمام علماء اسلام اور دانشوروں نے تردید کی ہے جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الشہادتین صد ۹۵

"(صرف) ابن خلدون نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ مہدی کے متعلق احادیث کو ایک جعلی اور بے بنیاد روایت کے ذریعہ شک اور تردید کا نشانہ بنائیں اس جعلی روایت میں کہا گیا ہے۔

"ولا مهدی الا عیسیٰ" عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہے لیکن علماء اسلام دانشوروں اور بزرگ پیشواؤں نے اس بات کو رد کر دیا ہے[1]۔"

اصل بات یہ ہے کہ اگر کسی کے سامنے کوئی بھی ایسی بات کی جائے جو اس کے عقیدہ کے خلاف ہو یا پھر اس کی سمجھ سے بالا ہو تو سننے والا ضرور اس کی تردید کر دے گا۔ اس جگہ بھی بالکل وہی بات ہوئی ہے کیوں کہ شیعہ حضرات امام مہدی کی غیوبت کے قائل ہیں اور اسی کے دوبارہ ظہور کے منتظر ہیں تو ضروری بات ہے کہ حقیقت نہ جاننے والے شیعہ حضرات اس روایت کو جعلی قرار دیں گے کیوں کہ اس کو تسلیم کرنے سے ان کے عقیدہ پر کاری ضرب لگتی ہے حالانکہ اس حدیث کی دوسری احادیث بھی اور پھر علماء اسلام خود بھی اور بعض شیعہ حضرات نے بھی تائید کی ہے جیسا کہ ایک دوسری حدیث ہے کہ

"یوشك من عاش منکم ان یلقیٰ عیسیٰ ابن مریم اماماً مهدیاً"[2]

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ ابن مریم سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ وہ امام مہدی ہوں گے۔

اب دیکھیں اس حدیث کو ابن خلدون نے پیش نہیں کیا ہے تو پھر کیا اس کو بھی جعلی اور بے بنیاد روایت بیان کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی اصل میں حضرت انس بن مالک رضؓ ہیں اور یہ حدیث اس طرح ہے کہ

"عن انس بن مالك رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یزداد الامر الا شدۃ ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شقا ولا

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۱۵۹ [2] مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ مصری

تَقُوْمُ السَّاعَۃَ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاس وَلَا الْمَھْدِی اِلَّا عِیْسیٰ ابن مریمؑ[1]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملات شدت اختیار کرتے جائیں گے دنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کے منتظر دیکھیں گے ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہو گا عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ حضرت ابوالدرداء کی روایت خود شیعہ حضرات کی کتاب "بحار الانوار" میں بیان ہوئی ہے کہ اَشْبَہُ النَّاس بعیسیٰ ابن مریم کہ مہدی سب لوگوں سے بڑھ کر عیسیٰ ابن مریم کے مشابہ ہو گا اور حقیقت میں یہی درست بھی ہے امام مہدی ابن مریم تو نہیں بلکہ اس کے مشابہ ہوں گے۔

اسی طرح جناب شیخ المشائخ محمد اکرم صابری اپنی کتاب اقتباس الانوار کے ص۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں

"روحانیت کمل گاہے بر ارباب ریاضت چناں تصرف مے نماید کہ فاعل افعال شاں مے گردد۔ وایں مرتبہ را صوفیاء بروز مے گویند۔ بعضے برآنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند واز نزول مبارک ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث لا المھدی الا عیسیٰ"

یعنی کاملین کی روحانیت کبھی ارباب ریاضت پر ایسا تصرف کرتی ہے کہ وہ ان مرتاضین کے افعال کا فاعل بن جاتی ہے اور اس مرتبہ کے پانے کو صوفیاء بروز قرار دیتے ہیں بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح مہدی میں بروز کرے گی اور نزول عیسیٰ سے مراد یہی بروز ہے مطابق اس حدیث کے کہ "عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

---

[1] ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص۲۵۷ مصری مطبع علمیہ ۱۳۲۳ھ کنز العمال ص۱۸۶

الغرض جس بات کو ناصر مکارم شیرازی صاحب باطل اور جعلی قرار دے رہے ہیں یہ صرف ان کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں ہے جب کہ یہ حدیث خود شیعہ حضرات اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح اور درست تسلیم کی گئی ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی شیعہ حضرات کے مہدی کے متعلق خیالات کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں درج فرمایا ہے کہ

"شیعہ کا یہ بھی قول ہے کہ آسمان سے آنے والا عیسیٰؑ کوئی بھی نہیں درحقیقت مہدی کا نام ہی عیسیٰ ہے پھر بعد اس کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے اپنے کشف سے اس کے مطابق اس حدیث کے معنی کہ لا مھدی الا عیسیٰؑ یہ کئے ہیں کہ مہدی جو آنے والا ہے درحقیقت عیسیٰؑ ہی ہے کسی اور عیسیٰ کی حاجت نہیں جو آسمان سے نازل ہو اور صوفیوں نے اس طرح آخری الزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اسی طرز اور طریق سے آئے گا جیسے عیسیٰؑ شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔"[1]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں کاموں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔"[2]

اس جگہ شیعہ حضرات غور کریں اور خوف خدا کو مد نظر رکھیں کہ جن احادیث اور روایات کو ان کے علماء اور صحابہ کرامؓ بیان کرتے رہے ہیں اور درست مانتے رہے ہیں اس زمانہ میں

---

[1] ازالہ اوھام ص۱۴۴ [2] اربعین حصہ اول ص۳

اپنے ٹیڑھے مطلب کو حل کرنے کے لئے بدلنے اور ان کی تردید کرنے اور لوگوں میں ان روایات کی اہمیت کو ختم کر دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ تو ایک حقیقت تھی جو ظاہر ہو چکی ہے اور وہ آنے والا امام مہدی خود اس کی تصدیق کر چکا ہے اب شیعہ حضرات کا ان روایات کی تردید میں زور لگانا لاحاصل اور بے فائدہ ہے۔ اسی طرح لکھا ہے

"شیعہ کتابوں میں آپ کے (یعنی امام مہدی کے) والد بزرگوار کا نام "امام حسن عسکری" ذکر ہوا ہے اور اس اختلاف کا سرچشمہ اہل سنت کی بعض وہ روایات ہیں جن میں یہ جملہ نظر آتا ہے "اسم ابیہ اِسمِ اَبی" (ان کے والد کا نام میرے والد کا نام ہے) حالاں کہ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل یہ جملہ یوں تھا "اسم ابیہ اسم ابنی" (ان کے والد کا نام میرے بیٹے کا نام ہے) اور نقطہ لگاتے وقت چوک ہونے کی وجہ سے "اسم ابی" ہو گیا۔"[1]

اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس جگہ بھی اپنے خیال کے مطابق اس بات کو بیان کیا ہے۔ حالاں کہ چاہیئے یہ تھا کہ اس بات کی گہرائی میں داخل ہوتے جب کہ اس قسم کی اور بھی احادیث موجود ہیں تو پھر صرف اس فقرہ میں نقطہ کی غلطی کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ ہاں اگر یہ صرف ایک ہی جگہ بیان ہوتا تو غلطی کا احتمال تھا اگر اس بات کو ایک منٹ کے لئے مان بھی لیا جائے تو شیعہ حضرات اس حدیث کا کیا حل پیش کریں گے فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِيْ[2] کہ وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا تو پھر کیا مسیح و مہدی کے دفن کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودا جائے گا۔ حالاں کہ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ماں باپ کا ذکر اپنے ماں باپ کے نام سے کر کے اس کے آغاز کا ذکر کیا ہے کہ وہ اس طرح سے معزز ہوگا اور اپنے ساتھ دفن ہونے کا ذکر کر کے اس کے انجام کو بیان کیا ہے کہ وہ اس قدر شان رکھتا ہوگا۔

لہٰذا شیعہ حضرات کی ان الفاظ کے ہیر پھیر ہونے والی بات سوائے ایک شبہ کے اور کچھ

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۱۶۱۔ [2] مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ صفحہ ۴۸۰

نہیں کیوں کہ اس سے ان کا مطلب حل نہیں ہوتا اور اُلٹ دینے سے ہو جاتا ہے۔

دجّال

دجّال کے لئے مصنف صاحب نے ایک الگ مضمون باندھا ہے اور اس تعلق سے تحریر فرماتے ہیں" دجّال دھوکے باز اور مکّار شخص!

جب دجّال کا نام آتا ہے تو عوامی ذہنیت کی عادت کے مطابق معمولاً اذھان ایک ایسے یک چشمی شخص کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جو اپنے افسانوی ڈیل ڈول کے ساتھ ایک عجیب وغریب عظیم الجثہ سواری پر بیٹھا ہو گا اور حضرت مہدی کے انقلاب عظیم سے قبل اپنے مخصوص منصوبوں کے ساتھ خروج کرے گا۔"

پھر لکھتے ہیں

"لیکن جب ایک طرف سے" حکم دجّال اور دوسری طرف سے احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجّال کسی ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ چار سو بیس دھوکے باز فریب کار اور مکّار لوگوں کے لئے ایک استعارہ ہے کہ یہ لوگ عوام کو اپنا ہمنوا اور تابعدار بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور ہر اس تعمیری انقلاب کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں جو زندگی کے مختلف شعبوں اور مختلف العباد میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔"[1]

دجّال کے بارہ میں احادیث کے حوالے لیتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے اور میں بھی تم کو ڈراتا ہوں نیز یہ کہ تیس[2] دجال دنیا میں آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اس حدیث کو بھی پیش کیا ہے کہ قیامت اسی وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ ساٹھ جھوٹے نبوت کے دعوے دار نہ پیدا ہو جائیں۔ اس

---

[1] بہار انقلاب، ص ۱۹۹-۱۹۸

سے آگے چل کر اس کی کچھ علامات بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی ایک آنکھ ہوگی اور ایک تیز رفتار سواری پر سفر کرے گا خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دریاؤں میں داخل ہو جائے گا۔ سورج کے ساتھ ساتھ چلے گا اس کے ظہور کے وقت لوگ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے وغیرہ ذالک۔

دجّال کے ذکر کو شروع کرتے ہوئے چونکہ استعارہ کا لفظ استعمال کیا ہے اس بنا پر ان کی تمام تر تشریح استعارہ کے رنگ میں ہی بیان ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں جو انہوں نے بیان کی ہیں جماعت احمدیہ کے عقیدہ سے مطابقت رکھتی ہیں یعنی جو تشریحات حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے کی ہیں بالکل وہی اس جگہ بیان کی گئی ہیں اور ہم کو اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر اختلاف ہے تو وہ صرف اور صرف ان کے آخری نقطہ پر جا کر کہ یہ اُن دجّال صفت لوگوں کو واضح رنگ میں بیان نہیں کر سکے اور اپنے نظریہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

"ممکن ہے آپ یہ سوال کریں کہ اس کی وضاحت کیا ہو سکتی ہے ؟ تو اس کے جواب میں عرض کیا جائے گا کہ بعید نہیں ہے کہ دجّال کو جن صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ مادی دنیا میں ظالم اور ستمگر مادہ پرست سربراہوں اور فریب کاروں کی طرف اشارہ ہے۔"[1]

اسی طرح اس مضمون میں جو کچھ بھی بیان کیا ہے آخر میں اس کے بارہ میں یہ لکھتے ہیں کہ یہ صرف ایک احتمالی تفسیر ہے گویا کہ سب کچھ لکھنے کے بعد بھی یقینی نہیں اب جہاں تک مجموعی لحاظ سے ستمگر اور ظالم و فریب کار کو دجّال بیان کیا گیا ہے۔ ایک لحاظ سے تو درست ہے کیونکہ یہ بھی اس کی صفات ہیں لیکن جب ہم قرآن کریم اور احادیث شریف کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ایک خاص قسم کی قوم دجّال کے رنگ میں ابھر کر سامنے آجاتی ہے اس جگہ میں اس کا ذکر کرتا ہوں تاکہ اس بات کا ہر شخص کو بخوبی علم ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بہار انقلاب صـ ۲۰۵

کے نزدیک دجّال سے مراد کون لوگ ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کبھی دجّال سے ملے تو وہ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ کہف کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کرے کیوں کہ ان میں اس کی سحر کاریوں کا جواب موجود ہے[۱]۔ جب ہم سورہ کہف کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو وہاں سے ایک ایسی قوم کی تصویر ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے جو یہ کہتی ہے کہ اللہ نے ایک بیٹا بنالیا ہے جیسا کہ فرمایا

"وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا"[۲]

یعنی (اس قرآن کریم کو اس لئے اتارا گیا ہے تاکہ) تو ان لوگوں کو ڈرائے جو کہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے (فلاں شخص کو) اپنا بیٹا بنالیا ہے۔

اب دیکھیں کہ دنیا میں خدا کا بیٹا بنانے والی صرف اور صرف ایک ہی قوم ہے جو کہ عیسائی قوم ہے اور اس سورۃ کے شروع میں صرف عیسائیت کا ہی ذکر موجود ہے اور اس کے شر سے بچنے والوں کے انعامات کا ذکر موجود ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دجال کی نشان دہی فرما رہے ہیں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے وہ عیسائی قوم ہے کیوں کہ اس کے علاوہ بھی کئی دوسری جگہوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے دجّال کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ گرجا میں سے نکلے گا جس کو داری نے کسی جزیرہ کے ایک گرجا میں دیکھا تھا۔

دجّال کے بارہ میں اسلام کے قرون اولیٰ کے بزرگوں میں اختلاف رہا ہے بعض نے ابن صیاد کو دجّال بیان کیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اس بات کو بیان کیا تھا کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے اور آپ نے اس بات کی تردید نہ فرمائی تھی۔ لیکن وہ تمام تر علامات جو دجّال کی تھیں وہ اس میں پوری نہ ہوئیں مثلاً حدیث میں یہ آیا ہے کہ وہ مکّہ

---

[۱] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال ص ۳۲۹ ۔ [۲] سورہ کہف ۵/۱

اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا لیکن ابن صیاد ہر دو جگہوں پر گیا اور وہ مسلمان ہو کر فوت ہوا اور مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔ اگر ابن صیاد میں بعض علامات پائی بھی جاتی ہوں تو بھی وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا دجّال ثابت نہیں ہوتا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام گرجا سے نکلنے والے دجّال کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"لیکن گرجا سے نکلنے والا دجّال جس کے بارہ میں امام مسلم نے اپنے صحیح میں فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے اور جس کو نہایت قوی درجہ کا قوی ہیکل اور زنجیروں میں جکڑا ہوا بیان کیا ہے اور اس کے ایک جساسہ کی بھی خبر لکھی ہے اور یہ دجّال وہ ہے جس کو تمیم داری نے کسی جزیرہ کے ایک گرجا میں دیکھا کہ خوب مضبوط بندھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کی طرف جکڑے ہوئے تھے۔ اس دجّال پر علماء کی بہت نظر ہے کہ درحقیقت یہی دجّال ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور یہ تو کسی کا بھی مذہب نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں دجّال تولّد کے طور پر کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوگا بلکہ بالاتفاق سلف و خلف یہی کہتے آئے ہیں کہ دجّال معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا اور پھر آخری زمانہ میں بڑی قوت کے ساتھ خروج کرے گا اور اب تک وہ زندہ کسی جزیرے میں موجود ہے۔[1]

جیسا کہ کتاب کے مصنف نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ دجال کوئی ایک شخص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بہت سے لوگ ہیں جن میں یہ صفات پائی جاتی ہوں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی طرف توجہ دلا کر ان کی نشاندہی کر دی نیز امام مسلم نے بھی اس کے ظاہر ہونے کی جگہ کو گرجا بیان کر دیا اب غور کریں کہ وہ تمام تر صفات جو ایک دجّال میں پائی جانی ضروری تھیں وہ سب کی سب ہی اس عیسائی قوم میں پائی جاتی ہیں اور ایک بھی ایسی علامت نہیں ہے جو دجّال کی بیان کی گئی ہو اور وہ ان

---

[1] ازالہ اوہام حصہ دوم ص۲۵۶، ۲۵۷ روحانی خزائن جلد ۳

میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ اس دجّال کی بعض صفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"مکّہ اور مدینہ چھوڑ کر اور کون سی جگہ ہے جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔ کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی طریق ایسا بھی ہے جو ان سے ظہور میں نہیں آیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ اپنے دجّلانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے ہیں جہاں یہ لوگ جائیں اور جہاں اپنا مشن کریں ایک عالم کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ دولت مند اس قدر ہیں کہ گویا دنیا کے تمام خزانے ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں اپنے شاہانہ انتظام سے مطلب ہے مگر در حقیقت پادری صاحبان کی بھی ایک الگ گورنمنٹ ہے جو بے شمار روپے کی مالک اور گویا تمام دنیا میں اپنا تار و پود پھیلا رہی ہے اور ایک قسم کا جنت اور جہنم اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ جو شخص ان کے قریب میں آنا چاہتا ہے اس کو وہ جنت دکھلایا جاتا ہے اور جو شخص ان کا اشد مخالف ہو جائے اس کے لئے جہنم کی دھمکی ہے۔ ان کے گھر میں روٹیاں بہت ہیں گویا ایک پہاڑ روٹیوں کا جس جگہ رہیں ساتھ رہتا ہے اور اکثر شکم بندہ لوگ ان کی سفید سفید روٹیوں پر مفتون ہو کر ربنا المسیح کہنا شروع کر دیتے ہیں مسیح دجال کی کوئی بھی ایسی علامت نہیں جو ان میں نہ پائی جائے۔ ایک طرح سے یہ مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مارتے ہیں (سمجھنے والا سمجھ لے) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی آنکھ ایک ہی ہے جو بائیں ہے اگر ان کی دائیں آنکھ موجود ہوتی تو یہ لوگ خدا سے ڈرتے اور خدائی کے دعوٰے سے باز آتے۔ بے شک یہ بھی سچ ہے کہ پہلی کتابوں میں اس قوم دجّال کا ذکر ہے۔"[1]

الغرض وہ دجّالی فتنہ جس سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہوشیار کیا تھا وہ یہ عیسائی قوم کی طرف سے اٹھنے والا فتنہ تھا اور اس فتنہ کی زد میں لاکھوں مسلمان بہہ گئے اور ان لوگوں نے خدائے واحد کی عبادت کو خیر آباد کہتے ہوئے تثلیث کو قبول

---

[1] ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۶۳ روحانی خزائن جلد ۳

کر لیا اور اس دجّال کی ساحرانہ چالوں میں پھنس گئے۔ اے مسلمانو! خواہ تم دنیا کے کسی بھی کونہ میں بستے ہو اور کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہو اس دجّالی فتنہ سے جو عیسائیت کا فتنہ ہے۔ اپنے آپ کو محفوظ کرو کہ اس فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی تھی کہ غیر المغضوب علیھم و الضالین۔ باوجود اس کے کہ مسلمان یہ دعا ہر نماز میں ہر روز کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت سے آشنا نہ ہو سکے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"دیکھو اے غافلو دیکھو! کہ اسلامی عمارت کے مسمار کرنے کے لئے کس درجہ کی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کئے گئے ہیں اور ان کے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کی ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کئے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے طرح طرح کی سُرنگیں تیار کی گئیں اور اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کی گئیں۔ ہزارہا قصّے اور مباحثات کی کتابیں محض افترا کے طور پر اور محض اس غرض سے بنائی گئیں تا کہ اگر اور طریق سے نہیں تو اسی طریق سے دلوں پر بد اثر پڑے۔ کیا کوئی ایسا رہزنی کا طریق ہے جو ایجاد نہیں کیا گیا۔ کیا کوئی ایسی سبیل گمراہ کرنے کی باقی ہے جس کے یہ موجد نہیں؟ پس ظاہر ہے کہ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کاروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اوّل درجہ کے دجّال کے جو دجّال معہود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں لہٰذا انہی لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے دجّال معہود ماننا پڑا اور جب کہ ہم دنیا کے اکثر حصہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں جو گذر چکا تو ہماری نظر اس استقرائی شہادت کو ساتھ لے کر غور کرتی ہے کہ زمانہ کے سلسلہ گذشتہ میں جہاں تک پتہ مل سکتا ہے

دجّالیت کی صفت اور اس کی کامیابیوں میں کوئی ان لوگوں کا نظیر نہیں اور ان کے ان ساحرانہ کاموں میں کوئی ان کا مساوی نہیں اور چوں کہ احادیث صحیحہ میں دجّال معہود کی یہی علامت لکھی ہے کہ وہ ایسے فتنے برپا کرے گا کہ جہاں تک اس وقت سے ابتدائے دنیا کے وقت تک نظر ڈالیں اس کا نظیر نہیں ملے گا۔ لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہیے کہ وہ مسیح دجّال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گذشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔"[1]

نیز فرماتے ہیں کہ

"اب یہ سوال جو کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح ابن مریم سے پہلے دجّال آگیا ہو اس کا جواب ظاہر ہو گیا اور پایۂ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجّال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا۔ سو اے بزرگو! دجّال معہود یہی ہے جو آچکا مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔ ہاتھ میں ترازو لو اور وزن کر کے دیکھو کہ کیا اُن سے بڑھ کر کوئی اور ایسا دجّال آنا ممکن ہے جو فریبوں میں اس سے زیادہ ہو۔"[2]

الغرض وہ قوم جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کے نام سے موسوم کیا وہ عیسائی قوم ہے جو کہ اسلام کو دنیا سے نابود کرنے کی نیت سے دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیل کر اپنی سحر کاریوں سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہے نہ یہ کہ اس سے مراد کوئی اور قوم۔ باقی ظلم ستمگری دھوکا اور مکاری دجّال کی صفات میں سے چند صفات ہیں جب کہ یہ بھی حد درجہ انتہا تک اس قوم میں پائی جاتی ہیں۔

دجّال کی مختلف صفات کو جو استعارہ کے رنگ میں مصنف صاحب نے بیان کی ہیں کہ ان کی سواری تیزی سے چلتی ہے اور سمندروں میں سفر کرتے ہیں۔ اسلحہ کی دوڑ اور جنگی تباہ کاریاں قحط اور نئے نئے ساز گانے بجانے کے آلات وغیرہ کے ذکر کے بعد دعا کے رنگ میں فرماتے ہیں

---

[1] ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۶۶-۲۶۵۔ [2] ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۶۶

"بہرحال اہم بات یہ ہے کہ انقلابی عناصر۔ یعنی عظیم مصلح حضرت مہدیؑ کے سچے وفادار سپاہی سادہ لوح عوام کی طرح دجّال صفتوں کے فریب میں نہ آئیں اور ایمان وحق وعدل وانصاف کی بنیاد پر اپنے انقلابی منصوبوں پر عمل کرنے کے لئے کسی فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔"[1]

تو میں ان شیعہ حضرات سے صرف اس قدر ہی کہوں گا کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی لکھا جائے ان کو اپنے مصنف صاحب کی تحریر کے مطابق ہی عدل اور انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے اسے قبول کریں اور اس خدائی فوج میں داخل ہوں جو خدا کے فضل سے دجّال کا مقابلہ کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے اور جس کی بنیاد خود خدا نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ اس کی وضاحت آگے چل کر کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

---

[1] بہار انقلاب ص۲۰

حضرت مہدیؑ کے بارے میں شیعوں کے عقیدے کی خصوصیات اور اس عقیدے پر اعتراضات

اس ہیڈنگ کے ساتھ اس مضمون کو شروع کرکے اول حضرت علیؓ کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ وصی ہیں آپ کے بعد گیارہ امام اور ہوں گے اور ان کے بعد امام مہدی جو غائب ہو چکے ہیں وہ ظاہر ہوں گے۔ اس جگہ مجھے حضرت علیؓ کے بارہ میں یا شیعہ حضرات کے دوسرے گیارہ اماموں کے بارہ میں کوئی بات نہیں لکھنی ہے اس جگہ میں صرف ان باتوں کو لوں گا جن کو مصنف صاحب نے امام مہدی کے بارہ میں لیا ہے جو کہ ان کے نزدیک غائب ہو چکے ہیں اور آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور پھر خود ان کے عقیدہ کے مطابق بھی ان کی غیبت اور طول عمری لوگوں کے لئے قابل اعتراض بنی ہوئی ہے ان اعتراضات کو صاحب موصوف نے دور کرنے کی کوشش کی ہے اور دور دور کی کوڑیاں جمع کی ہیں اس پر ایک نظر کرنا میرے نزدیک ضروری ہے کہ کیا واقعی وہ امام جو شیعہ حضرات کے نزدیک غائب ہو گئے ہیں وہ غائب ہیں اور پھر کیا وہ اپنی طول عمری کی وجہ سے بوڑھے نہیں ہو گئے ہوں گے؟ اور پھر اس بڑھاپے میں کیا وہ سب کام کر دکھائیں گے جس کو خود شیعہ حضرات امام مہدی کی طرف منسوب کرتے ہیں؟

۱۔ طول عمر کا راز

اس کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"حضرت مہدی کے بارہ میں شیعوں کے عقائد پر بہت پرانے زمانے سے یہ اعتراض ہوتا چلا آرہا ہے کہ

اگر وہ امام حسن عسکری کے فرزند ہیں ۲۵۵ھ میں اپنی مادرِ گرامی حضرت نرجس کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور ابھی تک زندہ ہیں تو اس وقت ان کی عمر ایک ہزار سال سے بھی زیادہ ہونا

چاہیئے"۔

حالاں کہ ہمارے روزمرہ کے مشاہدے میں اتنی طویل عمر کے افراد نظر نہیں آتے ہیں نہ ہی آج کے علم و دانش اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی تاریخ میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے[1]!!

اس بات کو لکھنے کے بعد آپ مختلف لوگوں کی آراء لکھتے ہیں اور یہ ثبوت دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی عمر کی حد کو معین نہیں کیا جاسکتا اور لکھتے ہیں کہ کسی نے اس کی حد سو سال لکھی ہے کسی نے دو سو سال کسی نے چار سو سال اسی طرح ہزار سال بھی وغیرہ۔ لیکن ان آراء کے لکھنے کے ساتھ کوئی حوالہ پیش نہیں کیا کہ ان لوگوں نے کس جگہ اس بات کی تصدیق کی ہے کہ انسانی عمر اس قدر طول ہوتی ہے۔ اس کے معاً بعد ہی انہوں نے ایک نیا رُخ تبدیل کیا اور یہ لکھتے ہیں کہ بعض ایسے ذریعے ہیں جن کے استعمال سے انسانی عمر بڑھ سکتی ہے۔ ادویات کے استعمال سے یا بعض خاص قسم کی چیزوں کے استعمال سے عمر کو بڑھایا جاسکتا ہے لیکن ایک حد تک انہوں نے یہ بات لکھ تو دی ہے کہ عمر بڑھ سکتی ہے اور عمر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے لیکن ایک بھی مثال نہ سائنس سے اور نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے پیش کی ہے کہ فلاں شخص جو ہے وہ اس قدر عمر پانے کے بعد فوت ہوا اور فلاں شخص کی عمر اس قدر تھی مثالیں تو پیش کیں لیکن ایسے آدمیوں کی جو کوئی ۱۲۹ سال کا تھا اور کوئی ۱۶۰ سال کا[2] اس سے آگے نہیں جاسکے۔

اس کے بعد عمر کی حد کو چھوڑتے ہوئے اپنے ہی دل کے اطمینان کے لئے انسان کے اندر ودیعت کی گئی غیر معمولی طاقتوں کی طرف چلے جاتے ہیں کہ انسان میں غیر معمولی طاقتیں ہیں کہ ان طاقتوں کے زور سے انسان بڑے بڑے عجیب کام دکھاتا ہے اس میں بھی کسی کو کوئی شک نہیں ہوسکتا لیکن اس کا بھی انسان کی طول عمری سے کوئی تعلق نہیں اور یہ طول عمری کو ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں لیکن اس بات سے بھی تشفی نہ پاتے ہوئے انسان کی عمر کو درختوں کی عمر کے ساتھ ملاتے ہیں کہ اسکاٹ لینڈ میں ایک درخت ہے جس کی عمر کا اندازہ پانچ ہزار سال لگایا جاتا ہے۔ کیلیفورنیا میں ایک درخت

---

[1] بہار انقلاب ص ۲۲۵۔ [2] بہار انقلاب ص ۲۲۶

ہے اس کی عمر کا اندازہ چھ ہزار سال کا لگایا جاتا ہے وغیرہ اس طرح انسانی طول عمری کو درختوں کی طول عمری سے تشبیہہ دی گئی ہے حالاں کہ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ انسان کا درخت کی عمر سے کیا واسطہ اکثر و بیشتر درخت دنیا میں طول عمروں والے ملتے ہیں اور ہم خود مشاہدہ کرتے ہیں لیکن لکھو کھا انسانوں میں سے کوئی ایک انسان بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کی عمر فی زمانہ دو سو سال تک ہی ہو۔ الغرض انسان کی طول عمری کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ادھر ادھر کی مثالیں دی گئی ہیں جو کہ امام مہدی (جو شیعہ حضرات کے نزدیک غائب ہیں) کی طول عمری کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں۔ ہاں اگر وجودِ انسانی سے کوئی ایک بھی مثال پیش کی جاتی تو یہ بات قابل قبول تھی جو کہ ہم جنس ہو ورنہ انسان اور درخت کی دو الگ الگ جنسیں ہیں۔

مکرم ناصر مکارم شیرازی صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

"اگر حضرت مہدی کی طول عمر کا مسئلہ ان مادہ پرستوں کی طرف سے پیش کیا جائے جو ہر چیز کو طبعی قوانین کے زاویے سے دیکھتے ہیں تو ان کا جواب وہی ہے جو گذشتہ بحثوں میں عرض کیا جا چکا ہے لیکن اگر یہ اعتراض خدا پرستوں کا ہو یعنی عیسائی، یہودی یا ہمارے سنی بھائی اس طرح کا اعتراض کریں تو ان کے جواب میں ان تمام باتوں کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی عرض کرنا پڑیں گی جو یہ ہیں

۱۔ یہ لوگ خداوند عالم کی بیکراں قدرت اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے بہت سے معجزوں پر ایمان رکھتے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں عرض کروں کہ یہ لوگ خداوند عالم کو طبعی قوانین کا محکوم نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس کو ان قوانین پر حاکم مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا علم طب کے نقطۂ نظر سے ناقابل علاج بیماریوں کو شفاء دینا مردوں کو زندہ کر دینا۔ یا ایک عصا کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حیرت انگیز معجزے سے ید بیضاء اور اس غیر معمولی واقعہ کے ساتھ دریائے نیل کو پار کر جانا ایسے واقعات ہیں جسے یہ سب مانتے ہیں کہ کیا یہ واقعات سائنس اور طبعی اصولوں و قوانین و معیار کے مطابق ہیں؟" [۱]

---

[۱] بہار انقلاب ص ۲۳۷-۲۳۶

اس تعلق میں صرف اس قدر ہی کہوں گا کہ انبیاء نے ضرور معجزات دکھائے ہیں لیکن ایسی بات نہیں ہے کہ ان معجزات کے دکھانے سے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین ٹوٹے ہیں۔ سمندر کے ساتھ دریاؤں میں بھی قانون قدرت سے جوار بھاٹے آتے ہیں کبھی پانی بڑھتا ہے کبھی گھٹتا ہے اسی طرح شیرازی صاحب نے مسیح الدجال کے ذکر میں بھی جو باتیں نہ ہونے والے اور انسانی عقل سے بالاتر تھیں ان کے متعلق خود قبول کیا ہے کہ یہ استعارہ کے رنگ میں ہے تو پھر مسیح کے مُردے زندہ کرنا بیماروں کو اچھا کرنا وغیرہ استعارہ کے رنگ میں کیوں بیان نہیں ہو سکتے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء ضرور ایسے معجزات دکھاتے ہیں اور گذشتہ انبیاء جو معجزات ظاہر کرتے رہے ہیں وہ بھی اپنے اندر استطاعت رکھتے تھے اور بعض حقیقی بھی تھے جو کہ قانون قدرت کے مطابق تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان انبیاء نے جو معجزات دکھائے ان کے تو دوسرے لوگ دیکھنے والے ہمارے پاس بطور گواہ کے ہیں کہ مخالفین بھی ان معجزات کو دیکھ کر خاموش ہو گئے لیکن اس جگہ امام مہدی کی غیوبت کا تو نہ کوئی عینی شاہد ہے اور نہ ہی عرصہ ایک ہزار سال سے انہوں نے اپنا دیدار کروایا کہ اس پر یقین کر کے اس بات کو بھی ان کی طرف سے خدا کی تائید کے ساتھ ایک معجزہ تسلیم کر لیا جاتا۔ اس کے مقابل پر قرآن کریم کی یہ آیت کافی ہے کہ

"وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ"[1]

"یعنی اور ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی[2] عمر نہیں بخشی (اے محمدؐ) کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔ قرآن کریم کی یہ آیت خدا تعالیٰ کے ایک قانون کو بیان کر رہی ہے کہ اے محمدؐ ہمارا یہ قانون ہے کہ ہم کسی کو بھی غیر طبعی عمر نہیں دیتے ہیں۔ اب دیکھئے جب قرآن کریم خود اس بات میں روک پیدا کر رہا ہے تو پھر ہم کس طرح سے ایک شخص کی غیر طبعی عمر کو تسلیم کر سکتے ہیں جب کہ اس کے لئے ہمارے پاس کوئی شہادت بھی نہیں ہے اور صرف ایک ظن کی حد تک ہے اس لئے انبیاء کے معجزات کو طول عمری کی شہادت کے لئے پیش کرنا

---

[1] سورہ انبیاء رکوع ۳ آیت ۳۵۔ [2] مفردات راغب

درست نہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے مُردے زندہ کرنا اسی طرح بیماروں کو شفا دینا اس کو اگر حقیقی طور پر بھی تسلیم کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے کیوں کہ یہ چیز بھی انسان کے اندر پیدا کی گئی ہے اور خدائی طاقت کا ایک کرشمہ ہے اور آج بھی بہت سے لوگ ایسے دیکھنے میں ملتے ہیں جو کہ صرف دعاؤں اور روحانی عمل کے ذریعہ سے سلبِ امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہو جاتے ہیں اور بعض فقراء نقشبندی وغیرہ نے اس میں بڑی مشقیں کی ہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق حاصل تھی اور اس کا نام عمل الترب ہے لیکن کاملین ایسے عمل سے پرہیز کرتے رہے ہیں اور ان کاموں میں داخل نہیں ہوئے اب مسیح کا مُردے زندہ کرنا ایسا ہے کہ ایک شخص زندگی کے آخری حصہ میں داخل ہو کہ وہ مُردوں میں شمار ہو لیکن مسیح کے روحانی عمل سے اس میں حرکت آجائے جو کہ مردہ کو زندہ کرنا ہے بہرحال مسیح کی یہ ربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں ورنہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں ہے لیکن چونکہ یہودی لوگوں میں جسمانی اور پست خیالات موجود تھے اس وجہ سے حضرت مسیح نے بحکم الٰہی اس کو اختیار کیا تھا اس عمل الترب کے بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ فرماتے ہیں۔

" اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیحؑ نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیحؑ کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو

خرچ کرتا ہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ساتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔"[۱]

الغرض اگر مسیحؑ کے جسمانی طور پر معجزے دکھانا بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی ایک خداداد طاقت کا کرشمہ ہوگا جو کہ عام لوگوں کو دیکھنا نصیب ہوتا ہے یا کم از کم وہ تو اس کا شاہد ہوتا ہے جس پر یہ عمل کیا جائے نیز آج بھی اس کی مثالیں موجود ہیں اور لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور روزمرّہ مشاہدہ میں آتے ہیں اور پھر قانون قدرت کے خلاف بھی نہیں ہیں بلکہ ایک عمل ہے کوشش کر کے اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے جس کو مسمریزم بھی کہتے ہیں۔

لہٰذا امام مہدی کی طول عمری کو جو طبعی عمر سے بڑھی ہوئی ہو ثابت کرنے میں یہ کوئی دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہمارے پاس اس کے لئے کوئی دوسری متقابل دلیل بھی نہیں کہ قیاس ہی کر لیا جائے۔

۲۔ اس کے بعد آپ نے عیسائیوں اور مسلمانوں کا حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا

"اس دور کے تمام عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو دشمنوں نے پھانسی کے تختہ پر چڑھا کر مار ڈالا اور آپ کو دفن کر دیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد حضرت عیسیٰ قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے اور آپ آج بھی زندہ ہیں۔ مسلمان بھی اگرچہ قرآن کے قول کے

---

[۱] ازالہ اوہام حصہ اول حاشیہ ص۲۵۸

مطابق حضرت عیسیٰؑ کے قتل ہونے کو تسلیم نہیں کرتے لیکن آپ کے زندہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور گنتی کے چند آدمیوں کے علاوہ تمام دانشور آپ کی حیات کو تسلیم کرتے ہیں۔

اگر یہ استثناء عقل کے خلاف نہیں ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ ایک انسان مرنے اور دفن ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائے اور اس کی عمر تقریباً دو ہزار سال ہو تو پھر اس سے بھی زیادہ آسان مسئلہ کو کس طرح محال۔ خلاف عقل خلاف منطق خلاف سائنس کہا جا سکتا ہے؟ کیوں کہ یہاں تو صرف گیارہ سَو برس کی بات ہے۔[1]

کسی بات کے بارہ میں صرف عقیدہ ہی کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک اس عقیدہ کی کوئی تائیدی شہادت موجود نہ ہو اور پھر یہاں جو بات بیان کی جا رہی ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح مر کر پھر زندہ ہوں گے تو عیسائیوں کے اس عقیدہ کی خود بائبل تردید کر رہی ہے اور اس میں بہت سی شہادتیں ایسی ملتی ہیں جو کہ اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ مسیح صلیب پر مرے ہی نہ تھے بلکہ ایک گہری بے ہوشی میں تھے اور اس وقت تو اس پر اس قدر تحقیقات ہو چکی ہیں کہ جس کا کوئی شمار نہیں اور پھر ان کا صلیب سے زندہ اترنا اور وہاں سے ہجرت کر کے کشمیر کی طرف جانا بھی ثابت ہو چکا اور ان کی قبر تک کی نشاندہی ہو چکی ہے جو کہ سرینگر محلہ خانیار کشمیر میں موجود ہے اس جگہ چند ایک حوالے دیئے جاتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صلیب پر وفات نہ ہوئی تھی۔

جیسے کہ متی میں درج ہے کہ

"اس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اس سے کہا۔ اے استاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں اس نے جواب دے کر ان سے کہا کہ اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیوں کہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین دن زمین

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۲۳۶-۲۳۷

کے اندر رہے گا۔"[1] (متی باب ۱۲)

تمام عیسائی لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ رہے اور زندہ ہی نکلے تھے تو مسیح کے ساتھ بھی بالکل ویسا ہی ہونا تھا اور مسیح نے ایسا ہی نشان دکھلانے کا دعویٰ کیا تھا لیکن اگر مسیح مردہ ہونے کی حالت میں زمین میں داخل ہوا تو پھر مسیح کا کیا ہوا وعدہ ٹوٹ گیا اور یہ اس کی صداقت کی دلیل نہ ٹھہرا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح جب زمین کے اندر داخل ہوا تو زندہ تھا جیسے یونس زندہ داخل ہوئے تھے اور پھر زندہ ہی رہا جیسے یونس اور پھر زندہ نکلا جیسے یونس ورنہ مسیح کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا اس طرح یوحنا میں لکھا ہے کہ

"پس چونکہ تیاری کا دن تھا یہودیوں نے پیلاطوس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اتار لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ سبت ایک خاص دن تھا۔ پس سپاہیوں نے آکر پہلے دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑ دیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی تو فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔"[2]

اب دیکھیں کہ اس جگہ ایک شہادت تو یہ ملتی ہے کہ مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئی تھیں اور دوسری ان کی زندگی کی شہادت اس بات سے ملتی ہے کہ جب ان کی پسلی کو چھیدا گیا تو خون اور پانی بہہ نکلا جب کہ مردہ جسم میں سے خون نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کجا یہ کہ اس میں سے خون اور پانی نکل کر بہہ بھی پڑا۔ اس طرح مسیح کا قبر[3] سے نکلنے کے بعد اپنے شاگردوں سے ملنا اور ان کو اپنے زخم دکھانا اور روٹی و مچھلی وغیرہ کھانا سب ثابت ہے اسی طرح سے مسیح کا

---

[3] حاشیہ :۔ قبر سے مراد قبر نما کمرہ ہے جس میں مسیحؑ کو رکھا گیا تھا اور پھر آپ کو حواری دیکھنے بھی جاتے تھے۔

---

[1] متی باب ۱۲ آیت ۴۰،۳۸۔ [2] یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۴-۳۱

یہ کہنا بھی موجود ہے کہ اب میں گلیل کی طرف جاتا ہوں نیز یہ کہنا کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں اور یہ گمشدہ بھیڑیں کشمیر میں آباد تھیں وغیرہ سب باتیں مسیح کی صلیبی موت سے بچ جانے اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے گمشدہ بھیڑوں کو تلاش کرنے کی شہادت دیتی ہیں۔ لہٰذا عیسائیوں کا مسیح کے بارہ میں صرف عقیدہ ہی عقیدہ ہے اور وہ بھی باطل۔ اس عقیدہ کی تصدیق کی کوئی بھی شہادت نہیں ہے۔

دوسری بات مسلمانوں کے تعلق سے تحریر کی ہے وہ بھی قرآن کی رو سے عیسیٰؑ کے زندہ ہونے کے قائل ہیں لہٰذا یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم سے بھی اس عقدہ کو حل کیا جائے جہاں تک مسلمانوں کے عام عقائد کا تعلق ہے وہ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچایا اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور آج تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اس عقیدہ کا جہاں تک قرآن کریم سے تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم اس عقیدہ کو دور سے ہی دھکے دے رہا ہے اور باطل بیان کر رہا ہے۔ ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد مقامات پر مسیح علیہ السلام کی موت کو ثابت کرتا ہے نہ کہ اس کے آسمان پر جانے اور زندہ رہنے کو۔ ان متعدد آیات میں سے میں اس وقت صرف دو آیات درج کرتا ہوں۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ [1]

ترجمہ یعنی حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے خود فرماتے ہیں کہ (اے خدا) میں ان (اپنی قوم) پر اس وقت تک نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان رہا لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔

اس آیت قرآنی میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کا اقرار کیا ہے اور پھر ایک دوسری جگہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے تمام رسولوں کی وفات کا اعلان فرماتا

---

[1] سورہ المائدہ رکوع ۱۶ آیت ۱۱۸

ہے جس میں آنحضرت صلعم کی وفات کا بھی اعلان موجود ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ [1]

ترجمہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف خدا کے ایک رسول ہیں آپ سے قبل کے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہی تھے اور آپ بھی وفات پا گئے ہیں اور قرآن مجید میں کسی جگہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت سے بری رکھنے کا بیان نہیں فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

"عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّہٗ صَلَّی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ لِفَاطِمَۃَ اَنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِی الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّۃً وَاَنَّہٗ عَارَضَنِی الْقُرْاٰنَ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ اِلَّا عَاشَ نِصْفَ الَّذِیْ قَبْلَہٗ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَاشَ مِائَۃً وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَلَا اُرَانِیْ اِلَّا ذَاھِبًا عَلٰی رَأْسِ [2]

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ سے فرمایا جبرئیل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کریم کا دور کراتا تھا لیکن اس سال اس نے دو دفعہ دور کیا اور مجھے خبر دی کہ سلسلے کہ ہر ایک نبی نے اپنے سے پہلے سلسلے کے آخری نبی سے نصف عمر پائی ہے عیسیٰؑ ابن مریم (سلسلہ موسویہ کے آخری نبی تھے) جو ایک سو بیس [۱۲۰] سال زندہ رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ساٹھ سال کی عمر میں اس دنیا سے جاؤں گا۔

شیعہ حضرات کی مشہور کتاب "اکمال الدین" میں لکھا ہے کہ

"ثُمَّ انتقل مِنْ ارض سو لایط وسار فی بلاد و مدائن کثیرۃٍ حتّٰی اتی

---

[1] سورہ آل عمران رکوع ۱۵ آیت ۱۴۵۔ [2] المواہب الدنیہ امام قسطلانی جلد اول صـ۴۲

ارضاً تسمی قشمیر. فسار فیها واصاب منها و مکث حتی اتاه الاجل الی خلع الجسد وارتفع الی النور، وقبل موته دعا تلمیذاً له اسمه بابد الذی کان یخدمه ویقوم علیه، وکان رجلاً کاملاً فی الامور کلها، فاوصی الیه فقال له قد دنا ارتفاعی عن الدنیا فاحتفظوا بفرائضکم، ولا تزیغوا عن الحق، وخذوا بالنسک۔

ثم امر بابد ان یبنی له مکاناً وبسط هو رجلیه وهیأ رأسه الی الغرب ووجهه الی الشرق ثم قضی نحبه رضی الله عنه۔"

(اکمال الدین شائع شدہ المطبعۃ الحیدریۃ النجف ص ۵۹۹-۶۰۰)

ترجمہ:۔ پھر آپؑ نے سرزمین سولابط سے نقل مکانی کر کے کئی شہروں اور ملکوں کی سیاحت اختیار کی حتیٰ کہ اس سرزمین میں پہنچے جسے قشمیر کہا جاتا ہے اس جگہ آپ مختلف مقامات پر گھومتے اور ٹھہرتے رہے اور پھر یہیں قیام کیا یہاں تک کہ آپ کی وفات کا وقت آگیا کہ اپنا جسم عنصری چھوڑ کر نور (خدا) کی طرف اٹھائے جائیں اپنی وفات سے قبل آپ نے اپنے شاگرد کو جس کا نام بابد تھا بلایا جو آپؑ کی خدمت اور دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور یہ شخص اپنے جملہ امور میں کامل اور طاق تھا۔ آپؑ نے اس کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا "میرا دنیا سے اٹھائے جانے کا وقت آگیا ہے پس تم اپنے فرائض کی نگہداشت کرو اور حق سے روگردانی نہ کرو اور ہمیشہ ایثار اور قربانی کا طریق اختیار کرو اس کے بعد بابد کو آپؑ نے حکم دیا کہ ان کے لئے ایک جگہ تیار کریں۔ آپؑ نے اپنے پاؤں دراز کئے اور اپنا سر مغرب کی جانب کیا پھر مشرق کی طرف منہ فرمایا پھر اس کے بعد جان جانِ آفرین کے سپرد فرمائی۔

الغرض قرآن کریم اور حدیث شریف اور اقوال آئمہ سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ہی ثابت ہوتی ہے اور کوئی ایک دلیل بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسم عنصری آسمان پر جانے اور زندہ رہنے کی موجود نہیں۔ نہ قرآن اس کی تائید کرتا ہے اور نہ حدیث اس بات کی شہادت دیتی ہے اور نہ ہی بزرگان اُمت اس بات کے قائل ہیں اور نہ ہی تھے۔ لہٰذا امام مہدی کی طول عمری کے بارہ میں جس بات کو دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اس کی تصدیق تو خود قرآن و حدیث سے نہیں ہوتی تو پھر یہ امام مہدی کی طول عمری پہ دلیل کیسے بن سکتی ہے

الغرض حضرت مسیح ابن مریم بھی اس دنیا میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی امام مہدی کی طول عمری پر کوئی شہادت۔ جس طرح مسیح ابن مریم اپنی طبعی عمر گذار کر اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے اس طرح (شیعہ حضرات کے عقیدہ کے مطابق غائب امام مہدی) بھی اس دار فانی میں موجود نہ ہوں گے۔

موصوف آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت نوح ؑ کی طولانی عمر سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہے کیوں کہ قرآن مجید میں بہت صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ آپ نے لوگوں کو ساڑھے نو سو سال تک توحید اور دین الٰہی کی طرف دعوت دی (فلبث فیھم الف سنة الا خمسین عاماً) [1]

اس جگہ پر یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ نو سو پچاس سال جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی عمر نہیں بلکہ آپ کی نبوت کا زمانہ مراد ہے یا پھر وہ زمانہ مراد ہے جب تک کہ آپ کی قوم نیک رہی اس کا زمانہ نو سو پچاس سال ہے اس کے بعد خدا کے طوفان نے آپ کی قوم کو پکڑ لیا اس کے علاوہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ [2]

یعنی اور اس کی جماعت میں سے ابراہیم بھی تھا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم ؑ تک بڑھا۔ پس نوح ؑ کی عمر اول حضرت ابراہیم ؑ تک لمبی ہوئی اور پھر حضرت یوسف ؑ تک بلکہ حضرت موسیٰ ؑ تک لمبی ہوئی۔

الغرض امام مہدی علیہ السلام کی طول عمری کو صحیح ثابت کرنے کے لئے جس تیسری دلیل کو پیش کیا گیا ہے وہ بھی اس بات پر کوئی شہادت نہیں دیتی اور حقیقت یہی ہے کہ جو اصول قرآن کریم ایک مرتبہ پیش کرتا ہے پھر اپنے اس قانون کو نہیں توڑتا ہے

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۲۳۸۔ [2] سورہ الصٰفٰت ۳/۸۴

جب خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ ہم کسی کو بھی غیر طبعی عمر نہیں دیں گے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کو غیر طبعی عمر مل جائے اس لئے شیعہ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس جھوٹے اور قرآن کے مخالف عقیدہ کو چھوڑ دیں کہ امام مہدی غائب ہو گئے ہیں اور وہی آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور اس وقت تک ان کی عمر بارہ سو (۱۲) سال کے قریب ہے وغیرہ۔

امام مہدیؑ کی طولانی غیبت کا فلسفہ

مندرجہ بالا عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"بہرحال اس سوال کا ایک جواب مختصر ہے اور ایک مفصل۔ مختصر جواب یہ ہے کہ ہمہ گیر اور عالمگیر انقلاب کے لئے صرف ایک لائق اور شائستہ رہبر کا وجود ہی کافی نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ عوام بھی آمادہ ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ دنیا ابھی اس طرح کی حکومت کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتی دنیا میں آمادگی پیدا کرتے ہی آپ کا ظہور اور قیام یقینی ہے۔" [۱]

امام مہدی کی طولانی غیبت کا جو فلسفہ مصنف صاحب نے اس جگہ پیش کیا ہے وہ بھی ایک بالکل انوکھا اور نرالہ فلسفہ ہے ایک جگہ خود ہی یہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"حضرت مہدی کے قیام کے منصوبہ پر تمام پیغمبروں کے قیام کے منصوبہ کی طرح صرف طبعی اور عام اسباب و ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے عمل ہوتا۔" [۲]

خود صاحب کی تحریر کو ہی سامنے رکھتے ہوئے دیگر انبیاء کے حالات کا اختصار سے جائزہ لے لینا میرے خیال میں زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اگر تو سابقہ انبیاء بھی اسی وقت میں ہی آئے

---

[۱] بہار انقلاب ص ۲۴۴۔ [۲] بہار انقلاب ص ۲۴۴۔

جب کہ لوگ ان کو قبول کرنے کے لئے آمادہ بیٹھے ہوئے تھے تو پھر امام مہدی کا ظہور بھی ایسے وقت میں ہی ہونا ضروری ہے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو گی تو پھر امام مہدی کے ظہور کے وقت بھی اسی صورت کا پیدا ہونا ضروری ہے جو کہ ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے۔

قرآن کریم میں کسی ایک نبی کا واقعہ بھی اس رنگ میں موجود نہیں ہے کہ جب وہ نبی آیا اور اس کے ایک ہی اشارے پر تمام قوم اس پر ایمان لے آئی ہو بلکہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوا کہ اوّل درجہ پر انکار رہا اور باوجود اس کے کہ لوگ ایک کی انتظار میں رہتے تھے لیکن جب وہ آنے والا آتا تھا تو سب سے پہلے وہی اس کے انکار میں آگے قدم رکھتے تھے چند ایک مثالیں دے دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے قرآن کریم میں ملتا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعویٰ کو پیش کیا تو سب نے انکار کر دیا اور پھر جب اس قوم کو حیرت انگیز معجزات دکھائے گئے تو بہت تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں آیا ہے کہ "فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ"

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس قوم کے چند نوجوان ہی ایمان لائے تھے [1]

اسی طرح ایک دوسری جگہ پر خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت کم ایمان لانے کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

"اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ" [2]

یعنی فرعون کہتا ہے کہ یہ لوگ (جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں) یہ تو ایک تھوڑی سی جماعت ہے۔ الغرض حضرت موسیٰ کے حالات جو ہم کو قرآن کریم سے ملتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے آنے کے بعد کبھی بھی لوگ سب مل کر ان پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اکثر انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرت عیسیٰؑ کے واقعات بھی قرآن کریم میں موجود ہیں اور

---

[1] سورہ یونس رکوع ۹ آیت ۱۱۔ [2] سورہ الشعراء ۵۵/۴

پھر عیسائیوں کی اپنی کتاب انجیل میں بھی یہ درج ہے کہ آپ پر بھی بہت ہی کم لوگ ایمان لائے تھے حالاں کہ یہودی آپ کے آنے کے منتظر تھے اور دعائیں کرتے تھے کہ آپ آئیں اور خدا آپ کو بھیجے لیکن جب آپ آئے تو سب انکاری ہوگئے نہ صرف انکاری ہو گئے بلکہ ان کے قتل کے منصوبے بنانے لگے لیکن خدا تعالیٰ کے منصوبے بہرحال لوگوں کے منصوبوں سے بہتر ہوتے ہیں اور اس نے آپ کو ان یہود کے شر سے بچا لیا جو کہ نہ صرف انکاری ہی ہوئے تھے بلکہ قتل کے درپے ہو گئے تھے۔

انجیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی وہ زندگی جو آپ نے یروشلم میں گذاری تھی اس میں صرف بارہ ۱۲ آدمی ہی آپ پر ایمان لائے تھے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ حضرت یوسف ؑ کو کنویں میں ڈالا گیا یہ سب باتیں پہلے سے تیار بیٹھے ہونے کے خلاف گواہی دے رہی ہیں۔

دور کی باتیں چھوڑی جائیں خود ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا جب آپ نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا اور یہ بتایا کہ مجھے خدا نے تمہارے درمیان نبی بنا کر بھیجا ہے تو سب لوگ جو اس سے قبل آپ کے مداح تھے آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور نعوذ باللہ آپ پر ہلاکت ڈالنے لگے۔ آپ کی مکی زندگی کسی تبصرے کی محتاج نہیں کہ آپ کا صرف انکار ہی نہیں ہوا بلکہ بالکل وہی سلوک آپ کے ساتھ بھی ہوا جیسا کہ سنت انبیاء ہے کہ صرف غیر ہی اس کا انکار نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنے رشتہ دار بھی چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ میں اس وقت تمام انبیاء کے ساتھ ہونے والے انکار کے سلوک کے ثبوت کے طور پر صرف قرآن کریم کی ایک آیت پیش کرتا ہوں کہ جو شخص اس کا مصداق نہیں ہوگا اس کی صداقت بھی ظاہر نہیں ہو سکتی جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ:۔

"كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ" [۵]

---

[۵] سورہ المومنون ۲۳/۴۵

"یعنی جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا تھا تو وہ اس کو جھٹلاتے تھے۔
اب جب کہ ہم نے چند مثالیں اختصار سے قرآن مجید سے پیش کر دی ہیں کہ انبیاءؑ
کے ساتھ یہ ہوتا ہے اور دنیا والے کسی کو بھی ماننے کے لئے پہلے سے تیار بیٹھے ہوئے نہیں
ہوتے تو پھر امام مہدی کے دیر سے آنے کی یہ حکمت بھی اور ان کی طوالی غیبت کا یہ فلسفہ
بھی قرآنی تعلیم اور سنت انبیاء کے خلاف ہے بلکہ ایسے امام مہدی کا اولاً انکار کئے
جانے کے بہت سے ثبوت قرآن و حدیث اور علمائے امت کے ملتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے
قرآن کریم میں بنی اسمٰعیل کو بنی اسرائیل کے مشابہ ہونے کے بارے میں بیان فرمایا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا[1]

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے مشابہ قرار دیا گیا ہے پھر
دوسری جگہ فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[2]

اس طرح امت موسویہ اور امت محمدیہ میں مشابہت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے کہ

عَنْ عبد اللّٰہ بن عُمَر رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ
مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِىْ اُمَّتِىْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ
تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِىَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ[3]

---

[1] سورہ مزمل رکوع ۱ [2] سورہ نور رکوع ۷
[3] ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ ص۸۹

یعنی عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہو گی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے فرمایا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے تو حضورؐ نے فرمایا وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے اس لئے ضروری ہوا کہ ادھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد ایک مسیح آئے اور پھر آنحضرت صلعم کی ایک امام مہدی کے بارہ میں پیش گوئی بھی ہے جس کو ابن مریم کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ اب دیکھیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا کیا لوگ ان کو ماننے کے لئے تیار بیٹھے تھے اور پھر کیا ان کو آتے ہی مان لیا۔ تو پھر قرآن کریم کی اس شہادت کے ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی روشنی میں کس طرح ممکن ہو گا کہ لوگ آنے والے امام مہدی کو ماننے کے لئے پہلے سے ہی تیار بر تیار بیٹھے ہوں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا یہ غیر ممکن ہے اور سنت انبیاء کے خلاف ہے اس لئے امام مہدی کے بارہ میں شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ کہ وہ اس وقت تک غائب رہیں گے جب تک کہ لوگ ان کو ماننے کے لئے آمادہ نہ ہو جائیں اور یہی ان کی طولانی غیبت کا فلسفہ ہے سرے سے ہی غلط ثابت ہوتا ہے۔

فتوحات مکیہ میں تو امام مہدی کا انکار کئے جانے کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے کہ

اِذا خرجَ هذا الامام المهدی فلیس لہٗ عدوٌ مبینٌ اِلاّ الفقہاء خاصۃً۔[1]

یعنی جب امام مہدی خروج کریں گے تو اس وقت امام مہدی کے کھلے دشمن اس زمانہ کے فقہاء ہی خاص طور پر ہوں گے۔

اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی زمانہ میں بھی تمام لوگ امام مہدی کو یکدم مان لینے کے لئے تیار ہو جائیں اور مصنف صاحب کے نزدیک امام مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک کہ سب ماننے کے لئے آمادہ نہ ہو جائیں اس طرح سے امام مہدی کا ظہور رندارد معلوم ہوتا ہے چونکہ ایسا ہو جانا سنّت انبیاء اور قرآن کریم اور خود اس امام مہدی کی صداقت کے خلاف ہے۔

محترم مکارم شیرازی صاحب مفصل جواب کے تحت آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:۔

"دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مہدی اپنے ساتھ کوئی نیا دین نہیں لائیں گے بلکہ خداوند عالم کے انہی انقلابی منصوبوں پر عمل کریں گے جن پر ابھی تک عمل نہیں ہوا آپ کی ذمہ داری صرف تعلیم و تربیت، نصیحت و سفارش۔ لوگوں کو ڈرانا اور پیغام پہنچا دینا ہی نہیں ہے بلکہ آپ کا یہ فریضہ ہے کہ ان تمام اصولوں و قوانین کو نافذ کرائیں جو علم و ایمان کی حکومت کے سایہ میں ہر طرح کے ظلم و ستم اور ناحق امتیاز کا خاتمہ کر دیں گے اور یہ بات اپنی جگہ پر مسلّم ہے کہ ایسے منصوبے کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ سماج اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو"۔[2]

اس جگہ پر بھی پہلی والی بات کو موڑ کر بیان کر دیا گیا ہے اور فلسفہ مفصل جواب کے آخر میں پہلے والا ہی بیان کیا کہ ابھی آمادگی نہیں ہے قبول کرنے کی۔ جہاں تک تربیت کے حاصل کرنے نصیحت لینے اور تعلیم حاصل کرنے اور خدا سے ڈرنے کی آمادگی کا سوال ہے تو یہ تمام باتیں تو اس

---

[1] فتوحات مکیہ جلد ۲۔ [2] بہار انقلاب ص ۲۴۵

وجود کے آنے سے ہی پیدا ہوں گی ہزاروں لاکھوں میں سے جو شخص بھی اس کو قبول کرے گا اس کے اندر خود بخود ہی ان باتوں کو قبول کرنے کی صفت داخل ہو جائے گی۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس قوم میں آئے تھے ان میں ان باتوں کو قبول کرنے کی صلاحیت تو درکنار انسانیت بھی باقی نہ تھی لیکن آپ کی قوت قدسیہ سے وہ باخدا اور خدا نما انسان بن گئے تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً   فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيكَةِ الْعِقْيَانِ

یعنی تونے انہیں ایک ایسی قوم پایا جو گوبر کی طرح ذلیل تھی پھر تونے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

پس ایسے وجودوں کا آنا اسی زمانے میں ہوتا ہے کہ جب تمام دنیا والے بے راہ روی میں حد سے گذر چکے ہوں نہ یہ کہ جب ان میں اس طرح کی صلاحیت موجود ہو۔ طولانی غیبت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے اس کے مفصل جواب کے تحت تین الگ الگ مضمون باندھے ہیں جو کہ اس طرح سے ہیں کہ

۱۔ نفسیاتی آمادگی (سچائی تسلیم کرنے کی آمادگی) ۲۔ ثقافتی اور صنعتی ارتقاء پوری دنیا کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنا ۳۔ ایک انقلابی قربتی قوت کی تربیت۔

ان تین مضامین کو بیان کرکے ان کی تفصیل اس طرح سے کی ہے کہ جب تک یہ تینوں باتیں لوگوں میں پیدا نہیں ہو جائیں اس وقت تک امام مہدی ظاہر نہیں ہوں گے یہ باتیں ان کے ظہور سے قبل لوگوں میں موجود ہونی ضروری ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو یہ فلسفہ بھی سنت انبیاء کے خلاف ہے بلکہ ہوتا یہ ہے کہ مامور ظاہر ہو کر لوگوں کی تربیت کرتے ہیں اور ان کی تربیت سے رنگین ہو کر یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی ہیں نہ یہ کہ پہلے ہی سے کمال حد تک موجود ہونی چاہئیں باقی جہاں تک ایک حد تک لوگوں میں ان صلاحیات کے پائے جانے کا تعلق ہے تو یہ صلاحیتیں

ہر زمانے کے لوگوں میں کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہوتی ہیں صرف ان کو ہوا ملنے کی دیر ہوتی ہے جو ایک چنگاری سے بھڑکنے والے شعلہ کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور اس میں ہوا دینے والے مامورین ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس بات کو تو خود مصنف صاحب نے بھی قبول کیا ہے اگر وہ بھول گئے ہوں تو ان کی تحریر ہی اس جگہ لکھتا ہوں آپ فرماتے ہیں

"یہی وجہ ہے کہ ہر نبی نے اپنے مقاصد کو ترقی دینے کے لئے ہمیشہ اپنے زمانہ کے اہل لائق افراد کی تربیت ضروری صلاح و مشورت مؤثر منصوبوں جنگ کی صحیح حکمت عملی اور تدبر دل اور مختصر یہ کہ ہر طرح کے مادی اور معنوی ذرائع سے کام لیا ہے اور اس انتظار میں ہاتھوں پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہے کہ ہر روز ایک نیا معجزہ ہو اور دشمن چند قدم پر پسپا ہو جائے یا یہ کہ مومنین ہر روز معجزے کے سہارے ترقی کے میدان میں آگے بڑھیں۔"[1]

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں نبی کے وجود کے ذریعہ ہی اس زمانے کے لوگوں کی تربیت ہوتی ہے اور وہ ہر میدان میں آگے بڑھتے ہیں اور نبی نے آکر ہی اپنے مقاصد میں ترقی کرنے کے لئے لوگوں کی تربیت کی ہے۔ ورنہ نبی کی آمد سے قبل لوگ طرح طرح کی کھلی کھلی گمراہی میں ہوتے ہیں جیسا کہ خود قرآن کریم اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[2]

یعنی وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے وہ اس سے پہلے بڑی کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

الغرض جب بھی نبی آتے ہیں مامورین ظاہر ہوتے ہیں اس سے قبل اس زمانہ کے لوگ کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بعد میں اس آنے والے کی قوت قدسیہ کے ذریعہ سے

---

[1] بہار انقلاب ص ۲۴۴-۲۴۵۔ [2] سورہ جمعہ ۳/۱

وہ رنگ پکڑتے ہیں یہ تو ہے سنت انبیاء تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس سنت کو توڑتے ہوئے ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل لوگوں میں خود بخود ایک تبدیلی پیدا ہو چکی ہو گی یہ ناممکن ہے اس لئے اس بات کی امید لگا کر بیٹھنا کہ جب تک ایسی تبدیلیاں لوگوں میں پیدا نہ ہو جائیں اس وقت تک امام مہدی ظہور نہیں کریں گے بے بنیاد عقیدہ ہے جس کی تصدیق نہ قرآن سے ہو سکتی ہے اور نہ ہی حدیث سے اور نہ ہی سنت انبیاء سے۔ بلکہ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور اس زمانہ میں ہو گا جبکہ فسق و فجور دنیا میں بہت زیادہ ہو چکا ہو گا اور برائی اپنی انتہا پر ہو گی اور لوگوں میں ایمان باقی نہ رہے گا اور اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن صرف لکھائی میں رہ جائے گا اور علماء علم سے خالی ہو جائیں گے اور فتنے پیدا کریں گے وغیرہ یہ وہ باتیں ہیں جن کا ظہور امام مہدی کے وقت میں ہونا ضروری ہے۔ (اس مضمون کو آگے چل کر مفصل بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

پردہ غیب میں امام کے وجود کا فلسفہ

محترم ناصر مکارم شیرازی تحریر فرماتے ہیں

"یہاں پر میں بہت صاف لفظوں میں عرض کر دوں گا کہ! امام کے غائب ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ امامؑ کا وجود غیبت میں ایک ایسا نامرئی وجود ہے جو کہ ایک غیبی وجود سے زیادہ کسی خیالی وجود کے مشابہ ہو۔

بلکہ آپ کی زندگی ایسی طبعی اور غیبی زندگی ہے جو خارج میں موجود ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ آپ کی عمر طولانی ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان آمد و رفت رکھتے ہیں سماج کے اندر رہتے ہیں اور مختلف علاقوں میں سکونت کرتے ہیں اور اگر آپ کی زندگی میں کوئی استثناء پایا جاتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ آپ طولانی عمر کے مالک ہیں اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں ہے۔

آپ ناآشنا طریقہ سے انسانی معاشرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ کی غیبت کے

بارہ میں کسی شخص نے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کیا ہے آپ خود غور کیجئے کہ "نا آشنا اور نامرئی" میں کتنا فرق ہے۔"[1]

امام مہدی کی طولانی عمر کی تردید کے بارہ میں اس سے قبل کافی بحث ہو چکی ہے اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں اس جگہ صرف سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اگر امام مہدی اس دنیا میں ہیں لیکن لوگ ان سے نا آشنا ہیں تو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے پھر ان کا ایسا کہنا ہے کہ وہ مختلف علاقوں میں سکونت کرتے ہیں تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ دنیا کے کسی کونہ میں بھی اس قدر پیر فرتوت کوئی بھی شخص نظر نہیں آتا ہے جسے امام مہدی ہونے کی حالت میں بھلے ہی کوئی نہ جانتا ہو لیکن ایک انسان ہونے کی حیثیت سے تو جاننا چاہیئے آج کے دور میں اگر کسی شخص کی عمر ایک سو پچاس سال سے تجاوز کر جائے تو بھی ساری دنیا میں اس کا چرچا شروع ہو جاتا ہے تو پھر ہم کو دنیا کے کسی بھی علاقہ میں کوئی بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا ہے جس کی عمر زیادہ نہیں تو ایک ہزار سال تک بھی ہو اور پھر کسی کو اس قدر طولانی عمر نہ ملنے پر بحث اس سے قبل کر ہی چکا ہوں اور شیعوں کے پاس اس بات کی تصدیق میں کوئی بھی مثال موجود نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس جگہ انہوں نے جو بات بیان کی ہے وہ اپنے آگے لکھے جانے والے عقیدہ کو صرف تقویت پہنچانے کے لئے لکھی ہے جو کہ اس طرح بیان کی ہے کہ

"زمانہ غیبت میں امامؑ کے وجود کا فائدہ"

"زمانہ غیبت میں امام زمانہ کے وجود کے فائدے اور فلسفہ کے بارے میں جو کئی احادیث میری نظر سے گذری ہیں ان میں ایک مختصر سی عبارت میں بہت ہی سنسنی خیز تعبیر پائی جاتی ہے جو اس عظیم راز کو سمجھنے کے لئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبر اسلام سے سوال کیا گیا کہ زمانہ غیب میں حضرت مہدی کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟ تو

---

[1] بہار انقلاب ص ۲۵۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَیْ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالنُّبُوَّۃِ اِنَّھُمْ یَنْتَفِعُوْنَ بِنُوْرِ وِلَایَتِہٖ فِیْ غَیْبَتِہٖ

کَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ جَلَّلَھَا السَّحَابُ[1]

اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا لوگ اس کی قیادت اور پیشوائی کے نور سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح وہ بادلوں کی آڑ میں چھپے ہوئے سورج سے مستفید ہوتے ہیں۔[2]

اس جگہ جو حدیث درج کی گئی ہے اول تو مکمل طور پر بیان نہیں کی کہ آنحضورؐ کس بات کا جواب دے رہے ہیں اور بات کیا چل رہی ہے صحیح طور سے معلوم نہیں ہوتا ہے یہ تو صرف مصنف صاحب کی تحریر پر یقین کرنے والی ہی بات ہے۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو سکتا ہے یہ سوال کیا ہو کہ آپ کی وفات کے بعد لوگ کس طرح فائدہ حاصل کریں گے تو حضورؐ نے اس بات کا جواب دیا ہو اور سورج کے ساتھ تشبیہ کی ہو کیونکہ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کو سورج بیان کیا گیا ہے کہ آپ سراج منیر ہیں یعنی چمکتے ہوئے سورج۔

اس بات کو تحریر کر کے اب جہاں تک انہوں نے اپنا مقصد حل کرنے کی کوشش کی ہے اس پر ایک عرفی نظر ڈالنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کیوں کہ اس بات کو بیان کر کے سورج کی صفات کو بیان کیا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ بادلوں میں چھپا ہوتا ہے لیکن اپنے اثرات ظاہر کرتا ہے۔ ہم کو اس بات سے قطعاً انکار نہیں ہے لیکن جہاں تک بادلوں میں ڈھکے سورج کو امام مہدی کی غیبت کو ثابت کرنے اور ان کی غیبت سے فائدہ حاصل ہونے کی مثال کا سوال ہے وہاں پر اعتراض ضرور ہے وہ اس طرح پر کہ سورج اگر ایک جگہ نظر نہ آئے ایک جگہ اگر بادلوں سے ڈھکا ہو تو دوسری جگہ تو ضرور نظر آئے گا۔ اور پھر دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں پر کہ سال میں ایک آدھ بار بھی سورج نظر نہ آتا ہو اور پھر سورج چونکہ چوبیس گھنٹے کسی نہ کسی جگہ ضرور نظر آتا

---

[1] بحار الانوار جلد ۱۳۔ [2] بہار انقلاب صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵

ہی رہتا ہے اور اپنے اثرات ظاہر کرتا ہی رہتا ہے اس لئے اس کا وجود خواہ ایک وقت کے لئے بادلوں میں چھپ بھی جائے اور مستقیم طور پر زمین پر اپنے اثرات نہ بھی گرائے تو کوئی اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تاثیرات سے انکاری ہو سکتا ہے لیکن ادھر امام مہدی کی غیبت کا مسئلہ تو اس کے بالکل برعکس ہے کہ جب سے غائب ہوئے شیعہ حضرات کے نظریے کے مطابق ایک بار بھی کسی علاقہ میں اپنے ظہور کا اظہار تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ کیا کہ باقیوں کے لئے ان کی غیبت کے وقت ان کی تاثیرات کے اثر کو قبول کر لینے کی ایک دلیل ہاتھ آ جاتی لیکن ایسا نہیں ہوا تو پھر امام مہدی کی غیبت کو بادلوں میں چھپے ہوئے سورج سے تشبیہ کیسے دی جا سکتی ہے کہ ایک طرف روشن چراغ اور دوسری طرف کچھ بھی نہیں اس لئے اس مماثلت کو اس جگہ بیان کرنا ہی فضول ہے اور امام مہدی کی طولانی غیبت کا جو فلسفہ اس مثال کو پیش کر کے بیان کیا گیا وہ سرے سے ہی اکھڑ جاتا ہے کیوں کہ جب سے امام مہدی غائب ہوئے ایک مرتبہ بھی کسی علاقہ میں ظاہر نہیں ہوئے جب کہ سورج آئے دن ظاہر ہوتا اور بادلوں میں چھپتا اور نکلتا ہے جو کہ اپنی تاثیرات کے ظاہر کرنے کا خود آئینہ دار ہے اور پھر ہماری بات کی خود صاحب بھی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"جب یہ سورج بادل کی آڑ میں چھپا رہتا ہے اور روشنی ابر سے چھن چھن کر باہر آتی ہے اس وقت بھی اسی طرح کے بہت سے آثار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جن ملکوں اور شہروں میں سال کے کئی مہینے بدلی چھائی رہتی ہے پورا آسمان چھپا رہتا ہے سورج دکھائی نہیں دیتا لیکن گرمی نباتات کی نشوونما اور زندگی کے انجن کے لئے ضروری انرجی کی پیداوار ہوتی رہتی ہے غلے اور پھل پکتے رہتے ہیں پھولوں کی ہنسی اور کلیوں کی مسکراہٹ برقرار رہتی ہے۔ اسی وجہ سے جن ملکوں کے باشندے دھوپ سے محروم ہیں ان ملکوں میں جب سورج نکلتا ہے تو بہت سے لوگ دھوپ کا غسل کرتے ہیں نیز اس حیات بخش روشنی کے سامنے برہنہ گھومتے ہیں۔"[1]

اب ظاہر ہے کہ سورج کے وجود اور اس کے ظہور سے کسی کو انکار نہیں کیوں کہ ہم اس

---

[1] بہار انقلاب ص ۲۵۷، ۲۵۸

کو آنکھوں سے بھی دیکھ سکتے ہیں اور پھر اس کی گرمی حاصل کر کے اس کے اثر کو محسوس بھی کرتے ہیں لیکن امام مہدی کی غیبت تو اس کے مشابہ نہیں تو پھر یہ مثال اس کی صداقت کے لئے کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے۔

امیدوں کا سہارا :- کے تحت دوسرے طرز سے اس فلسفہ کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ جب جنگ ہوتی ہے تو کمانڈر اپنے خیمہ میں ہوتا ہے وہ ظاہر میں سامنے نہیں ہوتا صرف اس امید کے سہارے پر کہ ہمارا کمانڈر زندہ ہے فوج لگن سے لڑتی ہے لیکن اگر ان کے کمانڈر کی موت کی خبر سن لیں تو ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ " ایک ملک کا سربراہ جب تک زندہ ہے چاہے وہ سفر میں ہو یا بستر بیماری پر پڑا ہو اس ملک کے عوام نظم و انضباط کے ساتھ کاموں میں مشغول رہتے ہیں "[۱]

اس سے کہنا یہ چاہتے ہیں کہ امام مہدی کی زندگی کی امید ہی اصل میں ہم کو ہمت دلا سکتی ہے اور ان کے غائب رہتے ہوئے بھی ان کی زندگی کی امید کے سہارے ہم بیٹھے ہیں اور کام کر رہے ہیں حالانکہ یہ مثال بھی بالکل غلط قسم کی پیش کی ہے۔ کمانڈر کو جاننے والا تو ضرور کوئی ہو گا جو کہ اس بات کا اعلان کرتا رہتا ہے اپنے عینی مشاہدہ کے بعد کہ وہ زندہ ہے تو فوج کو ہمت رہتی ہے اسی طرح کی مثال ہی ملک کے سربراہ کی ہوتی ہے لیکن امام مہدی کے غیب ہونے کی مثال تو ضرور بیان ہوتی ہے لیکن ان کے زندہ رہنے کا ثبوت تو کوئی بھی پیش نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا ظہور کبھی عوام میں ہوتا ہے جب کہ ملک کا سربراہ اور کمانڈر بہر حال اپنے کارندوں کو حکم دیتے ہیں اور ان سے میل ملاپ کر کے اپنے کام کرواتے ہیں۔ اس پر امید بھی ٹھیک ہے لیکن ادھر تو اثر بھی کوئی نہیں دکھائی دیتا تو پھر امید کرنا بھی بے سود لہٰذا یہ جو فلسفہ بیان کیا گیا ہے وہ عقل کے خلاف ہے کہ ایک طرف روشن دلیلیں اور دوسری طرف اندھیرا۔

دین خدا کی محافظت :- اس عنوان کے تحت بہت سی باتیں لکھی گئی

---

[۱] بہار انقلاب ص ۲۵۹

ہیں جو کہ حقیقی بھی ہیں ان کا ذکر بعد میں کروں گا لیکن اس کے تحت بھی جس اہم بات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے وہ وہی فلسفہ غیبت امام مہدی ہے اس کی دلیل میں حضرت علیؓ کا ایک قول درج کرتے ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ بَلٰی لَا تَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ قَائِمِ اللّٰہِ بِحُجَّۃٍ اِمَّا ظَاھِرًا مَشْھُوْرًا اَوْ خَائِفًا مَغْمُوْرًا لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰہِ بَیِّنَاتُہٗ"[1]

جی ہاں۔ زمین کبھی بھی دلیل و حجت کے ساتھ قیام کرنے والے کے وجود سے خالی نہیں رہتی چاہے وہ قائم ظاہر ہو اور آشکار یا مخفی اور پنہاں ہو تاکہ خداوند عالم کی دلیلیں اور روشن دستاویزات ضائع نہ ہو جائیں اور بھلادی جائیں۔ (مسخ اور تحریف نہ ہوں)[2]

اس جگہ مصنف صاحب نے صرف مخفی اور پنہاں کے لفظوں کو امام مہدی کے غائب رہنے کے لئے دلیل بنا کر اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ آپ خود ہی آگے تحریر فرماتے ہیں کہ

"تو پھر اصلی دین کی حفاظت کس طرح کی جائے اور اس کو خرافات و تحریفات سے بچا کر آئندہ نسلوں کے لئے کیسے باقی رکھا جائے کیا اس کے علاوہ کوئی اور چارہ ہے کہ یہ سلسلہ ایک معصوم پیشوا کے ذریعہ باقی رہے اب چاہیے وہ پیشوا ظاہر اور آشکار ہو یا غائب اور ناآشنا لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰہِ وَبَیِّنَاتُہٗ"[3]

اس ضمن میں اول بات تو یہ ہے کہ اس جگہ ناآشنا سے مراد یہ نہیں کہ ایسا غائب ہو کہ کسی فرد بشر سے اس کا تعلق ہی کچھ نہ ہو بلکہ ناآشنا سے مراد یہ ہوگی کہ وہ دنیا میں زیادہ مشہور نہ ہو یا پھر زیادہ لوگ اس کو شناخت نہ کر پاتے ہوں اس سے مراد یہ تو ہرگز نہیں ہے کہ ایسا غائب کہ جس کے موجود ہونے کا کوئی نشان ہی نہ ہو۔ باقی جہاں تک ہر زمانے میں ایک امام موجود ہونے کی بات ہے تو ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی زمین کبھی بھی امام کے وجود سے خالی نہیں ہوتی ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ اس

---

[1] تفسیر دھان۔ [2] بہار انقلاب صہ۲۶۱۔ [3] بہار انقلاب صہ۲۶۳

امت میں اماموں کا سلسلہ اس طرح چلے گا کہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کرے گا۔ جو کہ دین کی تجدید کرے گا اور امت محمدیہ میں شائد ہی کوئی انکاری ہو۔ ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد آتے رہے اور ان کی باقاعدہ فہرستیں بھی ہم کو کتابوں میں لکھی ہوئی ملتی ہیں جو کہ مکرم عبدالحی صاحب کی کتاب فتویٰ میں بھی موجود ہے اور کئی مرتبہ شائع بھی ہو چکی ہے۔ الغرض جو بھی امام زمانہ میں آتا ہے اس کے وجود کا ظاہر میں ہونا ضروری ہے تاکہ وہ دنیا میں پھیلی ہوئی تاریکی کو اپنی قوت قدسیہ سے دور کرے اور ان خرافات اور لایعنی باتوں کو دور کرے اور اس دین خدا کو پاک اور صاف شیشے کی طرح کر دے جس میں کوئی بھی کدورت نظر نہ آئے۔

ایک هوشیار فریبی گروہ کی تربیت :۔ اس عنوان کے تحت بھی امام مہدی کی غیبت کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ کے غائب ہونے کے زمانہ میں آپ لوگوں میں سے باصلاحیت اور لائق افراد کو منتخب کرتے اور ان کی تربیت کرتے ہیں اور آپ دنیا میں ہی موجود ہیں لیکن نظروں سے اوجھل۔ چونکہ میں نے اس قسم کی باتوں کا خاطر خواہ جواب دے دیا ہے کہ امام مہدی کے غائب ہونے کا عقیدہ اور اب تک زندہ رہنے کا عقیدہ باطل ہے اس لئے اس جگہ میں تکرار کرنا نہیں چاہتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو موجود ہی نہ ہو یہ کام ہی کیسے کرے بڑی عجیب بات ہے باقی صلاحیت رکھنے والے لوگوں کی تربیت کا خود خدا نے ہر زمانہ میں انتظام فرمایا ہے۔ اگر تو امام غائب کے وجود سے ہی سب فائدے حاصل ہو سکتے تھے تو پھر ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تو ان کے وجود سے ہزاروں درجہ بلکہ کروڑوں درجہ زیادہ اس لائق ہے لیکن آپ نے بھی فرمایا کہ مجددین کا سلسلہ شروع ہو گا وہ مجددین خدا تعالیٰ کی تائید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اس کام کو پورا کرتے رہا کریں گے اگر یہ بات ہی درست مان لی جائے تو پھر عیسائی بھی تو کہتے ہیں کہ مسیح زندہ ہے اور پھر آسمان پر ہیں وہ آئیں گے اور ان کا فیض جاری ہے تو پھر آپ کے پاس ان کے مقابل پر کیا دلیل ہے۔

"غیر محسوس اور روحانی نفوذ و مقصد تخلیق کی توجیہہ" ہر دو عنوانات میں بھی گذشتہ طرز ہی کی بحث کی گئی ہے اور آخر میں لکھتے ہیں کہ

"جو لوگ دور بیٹھے ہوئے زمانہ غیبت میں امام کے وجود کو ایسا ذاتی اور شخصی وجود سمجھتے ہیں جس سے سماج کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور انہوں نے اس سلسلہ میں شیعوں کے عقائد پر حملے کئے اور اعتراض کی بھرمار کر دی ہے کہ قیادت و امامت کے لحاظ سے اپنے امام کے وجود سے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ ان کے یہ خیالات اور اعتراضات غلط ہیں زمانہ غیبت میں بھی آپ کے وجود کے فائدے بے شمار ہیں"۔[1]

اس کے جواب میں ہماری گذشتہ بحث ہی کافی ہے کہ قرآن و حدیث اور تاریخی شواہد نیز عقل کی کسوٹی پر (امام مہدی کے غائب ہو جانے اور اب تک زندہ رہنے اور پھر اس دنیا میں موجود ہونے اور آنکھوں کو نظر نہ آنے اور اپنے اثر ظاہر کرنے وغیرہ کے) ان عقائد کو پرکھنے سے بالکل غلط اور باطل ثابت ہوتے ہیں۔

---

[1] بہار انقلاب ص ۲۷۴

امام مہدیؑ اور جہاد

جمہور مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو وہ تلوار اٹھائیں گے اور وہ لوگ جو آپ کو قبول نہ کریں گے ان کو قتل کر دیں گے۔ بالکل اس نظریہ سے ملتا ہوا نظریہ شیعہ حضرات کا بھی ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف صاحب تحریر فرماتے ہیں

"یہیں سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ تلوار کے ساتھ حضرت مہدیؑ کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ آپ طاقت استعمال کریں گے تاکہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو سکے کہ یہ عظیم آسمانی مصلح ایک معلّم یا واعظ یا سماجی مسائل کے رہنما کی شکل میں ظاہر ہو گا اور اس کا کام صرف لوگوں کو نصیحت کرنا ہے بلکہ وہ ایسا دور اندیش رہبر ہے جو پہلے منطق اور عقلی دلائل سے کام لے گا۔ جب لوگ ایسے ہوں گے کہ ان پر حق باتیں اور منطق بے اثر ہو جائے اور ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے ظالم اور ستمگر منطق کی زبان نہیں سمجھتے اس وقت آپ تلوار اٹھائیں گے یعنی طاقت کے زور پر ان ظالموں اور ستمگروں کو تنبیہہ کریں گے یا اگر ضروری ہوا تو ان کے منحوس اور کثیف وجود سے اس دنیا کو پاک کر دیں گے اور اس میں شک نہیں ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی اصلاح کے لئے طاقت کے استعمال کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں کہا گیا ہے

النَّاسُ لا یُقِیمُھُم اِلَّا السَّیفُ۔ لوگوں کو صرف تلوار ہی سیدھا کر سکتی ہے۔[1]

اسی طرح لکھتے ہیں " یقیناً بعض جگہوں پر آپ کا انقلاب خونی انقلاب ہو گا اور انسانی

حاشیہ[1]:۔ گذشتہ بحث میں یہ بات ثابت کر دی گئی ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

---

[1] بہار انقلاب صـ ۴۸۸-۴۸۹

سماج کے جسم کا گندہ اور فاسد خون آپ کی تلوار سے نکال دیا جائے گا اور کبھی فاسد معاشرہ میں اس کے بغیر بنیادی اصلاح ممکن نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ بے حساب خون بہائیں گے اور بلا وجہ لوگوں کو قتل کریں گے بلکہ اس ڈاکٹر کی طرح جو بیمار کے جسم سے خون نکالتے وقت ملی گرام کا بھی حساب کرتا ہے۔"[1]

مندرجہ بالا تحریرات سے شیعہ عقیدہ رکھنے والوں کے امام مہدی کے بارہ میں جہاد سے متعلق خیالات کا پوری طرح سے اندازہ ہو جاتا ہے اس جگہ میں یہ زیادہ موزوں خیال کرتا ہوں کہ اس بات کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی لیا جائے۔ احادیث میں امام مہدی کے کاموں کو بیان کیا گیا ہے اور ان کے زمانے کے حالات سے بھی بخوبی واقفیت کروائی گئی ہے حدیث شریف میں درج ہے کہ

عَنْ ابی ھریرۃَ رضی اللہ عنہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلم والذی نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لیوشِکَنَّ اَنْ یُنزِلَ فِیکُمْ ابن مَرْیَمَ حَکَماً عَدلاً فَیکسِرُ الصَّلِیبَ وَیقْتُلَ الخِنْزِیرَ وَیضَعُ الحَرْبَ وَیُفِیضُ المَالَ حَتّٰی لاَ یُقْبَلُہٗ احدا[2]

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ صحیح فیصلہ کرنے والے عدل سے کام لینے والے ہوں گے وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے لڑائی کو ختم کریں گے اسی طرح وہ مال تقسیم کریں گے کہ کوئی بھی لینے والا نہ ہوگا۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث ہے کہ

"انہٗ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیکسِرُ الصَّلِیبَ وَیضَعُ الجِزْیَۃَ وَتَضَعُ الحَرْبُ اَوْزَارَھَا الامَنْ اَدْرَکَہٗ فَلْیقرأ علیہِ السّلام[3]

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۲۹۱۔ [2] بخاری کتاب الانبیاء وباب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ ۴۔ [3] طبرانی الاوسط والصغیر۔

یعنی یقیناً وہ دجال کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور جزیہ ہٹا دے گا اور جنگوں کا خاتمہ کر دے گا اور مسلکی لڑائیوں کے طریق بدل دے گا پس جو بھی اس شخص (امام مہدی) کو پائے وہ اسے سلام کہے۔

اسی طرح ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال صفحہ ۵۹۴ میں بھی اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ یَقْتُلُ الْخِنْزِیرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ یعنی وہ خنزیروں کو قتل کرے گا اور جزیہ کو ختم کریگا۔

میرے خیال میں اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح فیصلہ کے بعد یہ مسئلہ کسی بھی تبصرہ کا محتاج نہیں رہتا ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی اور مسیح موعود کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ جنگوں کو ختم کر دے گا تو پھر اس کے برعکس یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ آکر تلوار کا استعمال کرے اور لوگوں کا خون کرنا شروع کر دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق آنے والا مسیح موعود مہدی معہود کسی کا ایک قطرہ بھی خون نہ بہائے گا۔ امام مہدی علیہ السلام کے تلوار اٹھانے کے نظریہ کو تقویت دینے کے لئے آنحضرت صلعم کے ہر دو دوروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"آنحضرت صلعم نے مجبوراً مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کا رخ کیا۔ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم کر کے طاقت فراہم کر کے ان لوگوں کا منہ توڑ جواب دیا اور اسلام کی ہمہ گیر دعوت کے لئے راستہ کو ہموار کر دیا۔"[1]

حیرت ہوتی ہے ایسے لوگوں پر کہ اپنے ایک غلط عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آپ اپنے آپ کو اسلام کا شیدائی مانتے ہوئے اسلام کے حسین چہرے پر داغ لگاتے ہوئے بھی خوف نہیں کھاتے اور بالکل بے بنیاد باتیں آنحضرت صلعم اور آپ کے دین اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایک بھی جنگ اسلام کو تقویت پہنچانے کے لئے نہیں لڑی۔ جتنی بھی جنگیں ہوئیں وہ سب کی سب دفاعی تھیں کیا دفاع بھی اسلام کی ہمہ گیر دعوت کے راستہ کو ہموار کرنے کا سبب بنتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ضرور دو حصوں

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۲۹

پر منقسم تھی ایک وہ دور جو مکی زندگی کا ہے اپنے اندر جمالی رنگ رکھتا ہے اور دوسرا جو کہ مدنی زندگی کا ہے اپنے اندر جلالی رنگ رکھتا ہے لیکن اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجموعی زندگی کو دیکھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعی دور جلالی دور تھا اور آنے والے امام مہدی کا دور جمالی دور ہوگا۔ اس کی طرف ہی علامہ اقبال اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ہو چکا گو قوم کی شان جلالی کا ظہور ہے مگر باقی ابھی شان جمالی کا ظہور[1]

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام خونی جہاد کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

نیز فرمایا:۔

فرما چکے ہیں سید کونین مصطفیٰ[2] عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء

الغرض امام مہدی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ آکر خونی جہاد شروع کریں گے بالکل غلط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ خونی جہاد کے برعکس جنگوں کو موقوف کر دینے پر ہے۔

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضؓ کی ایک روایت "ناسخ التواریخ" میں درج ہے جو شیعہ اصحاب کی ایک معتبر کتاب ہے اس کی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ میں درج ہے۔

"عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَّا الْمَھْدِیُّ فَاَمَّا الْقَائِمُ فَیَاْتِیْہِ الْخِلَافَۃُ یُھْرِقُ فِیْھَا مُحْجَۃٌ مِنْ دَمٍ۔"

ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ہم سے ہوگا یعنی ہمارا پیرو ہوگا لیکن اس القائم کو خلافت اس طرح سے ملے گی کہ اس کے حصول میں اسے ایک سینگی بھر خون نہیں بہانا پڑے گا۔

الغرض امام مہدی علیہ السلام کی خلافت بہت ہی پرامن ہوگی اور اس کی تلوار صرف دلائل کی

---

[1] بانگ درا صفحہ ۲۳

تلوار ہو گی نہ کہ لوہے کی وہ براہین قاطعہ کی مدد سے تمام مخالفوں کو ماریں گے لیکن کسی کا بھی خون نہ کریں گے اور ان کا جہاد سیف کے ساتھ نہ ہو گا بلکہ قلم کے ساتھ ہو گا۔

پسِ منظر آمد امام مہدیؑ

اب تک ہم نے شیعہ حضرات کے چند ایسے عقائد کو لیا ہے جو کہ امام مہدی کے متعلق تھے جن کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ وہ غائب ہو گئے ہیں اور ان عقائد پر ہم نے چنداں روشنی ڈالی ہے کہ امام مہدی کے غائب ہونے اور پھر ان ہی کے دوبارہ ظاہر ہونے کا خیال بے سروپا ہے لیکن یہ بات یہیں پر ہی ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ آگے بڑھتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امام مہدی کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی ہے کہ وہ ضرور ظاہر ہوں گے اور ان کے ظہور کی بہت سی علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے کچھ صنعتی ترقی سے متعلق ہیں اور کچھ معاشرتی حالات سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ نشانیاں ایسی بھی ہیں کہ جن تک انسانی ہاتھ کی پہنچ نہیں ہے اور وہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ہیں اس جگہ ان سب باتوں کو بیان کرتے ہوئے یہ جائزہ لیں گے کہ کیا وہ وقت آن پہنچا جو امام مہدی کی آمد کا تھا یا پھر ہم نے اس زمانہ کو پاتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں کو بند رکھا یا پھر وہ وقت آیا ہی نہیں کہ جس میں وہ عظیم ہستی ظاہر ہو؟

موعودِ اقوامِ عالم

بہار انقلاب کے مصنف صاحب نے خود بھی تمام مذاہب کی کتابوں میں سے آخری زمانہ میں ایک مصلح کی آمد کا ذکر کیا ہے اور چونکہ ہر مذہب و ملت کی کتابوں میں ان کے عقائد کے مطابق ایک نبی یا امام رشی منی اوتار وغیرہ کے آنے کی پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ ایسا تو ممکن نہیں کہ ہر مذہب میں ایک ایک امام ظاہر ہو جائے لیکن یہ ممکن ہے کہ آنے والا ایک ہی ہو لیکن ہر مذہب والا اسے

اپنے عقیدے کے مطابق پکارے جیسا کہ سوامی بھولاناتھ جی تحریر فرماتے ہیں

"ہندو کہتے ہیں کہ پورن برہم نش کلنک اوتار دھارن کریں گے مسلمانوں کا یقین ہے کہ امام مہدی ظاہر ہوں گے سکھوں کا وشواش ہے کہ کلکی اوتار ہوگا اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ الیشور سے ایک ہو کر پدھاریں گے۔ پرنتو اب یہ جاننا شیش ہے کہ ساری ستائش پرتھک پرتھک ہوں گی یا ایک ہی! اس کا اُتر یہ ہے کہ نہیں ایک ہی ہوں گی ہندو اسے اپنی درشٹی سے دیکھیں گے مسلمان اپنی سکھ یا عیسائی اسے اپنی درشٹی سے دیکھیں گے۔[1]

الغرض آنے والا مصلح تمام اقوام عالم کا موعود ہوگا اس چیز کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"جن لوگوں نے اس سلسلہ میں مطالعہ کیا ہے تقریباً وہ سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا کی تمام قومیں ایک عظیم انقلابی رہبر کے انتظار میں زندگی کے شب و روز گذار رہی ہے ہر قوم اس کو ایک مخصوص نام سے یاد کرتی ہے لیکن تمام قومیں اس کے بنیادی اوصاف اور اس کے پروگراموں کے بارہ میں متفق ہیں۔[2]

ہم اس جگہ بعض دیگر مذاہب میں پائی جانے والی چند پیش گوئیوں کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر خود مصنف کتاب "بہار انقلاب" نے بھی کیا ہے ہم ان کے ان حوالہ جات سے کچھ اور چند اس کے علاوہ بھی اس جگہ تحریر کرتے ہیں۔

یہودی اور عیسائی مذہب کا فرمان

آخری زمانہ میں آنے والے مصلح کے بارہ میں یہودیوں کی کتاب حزقیل میں درج ہے کہ

"اور میں ان کے لئے چوپان مقرر کروں گا اور وہ ان کو چرائے گا یعنی میرا بندہ داؤد ان کو چرائے

نوٹ :۔ داؤد سے مراد عہد کا رسول ہے اور حضرت مسیح ناصری علیہ کو ابن داؤد کہا جاتا ہے اس جگہ داؤد سے مراد مسیح موعود ہے

---

[1] رسالہ ست یگ ستمبر ۱۹۴۱ء صہ ۱۳۔ [2] بہار انقلاب ص ۶۲-۶۱

گا اور وہی ان کا چوپان ہوگا اور میں خداوند ان کا خدا ہوں گا اور میرا بندہ داؤد ان کے درمیان سردار ہوگا۔ مجھ خداوند نے یوں کہا ہے اور میں ان کے ساتھ صلح کا عہد باندھوں گا اور سارے برے درندوں کو زمین پر سے نابود کروں گا اور وہ بیابان میں سلامتی سے رہا کریں گے اور جنگلوں میں سوئیں گے[1]

۲۔ تم نے اپنی باتوں سے خداوند کو بیزار کر دیا ہے دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا اور وہ خداوند جس کی تلاش میں ہو۔ ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئے گا دیکھو وہ یقیناً آئے گا ربّ الافواج فرماتا ہے۔[2]

۳۔ حبقوق کی کتاب میں لکھا ہے کہ:۔

"کیونکہ یہ رویا ہنوز ایک مقررہ وقت کے لئے ہے مگر آخر کو اپنا مضمون ظاہر کرے گی اور جھوٹ نہ کہے گی۔ اگرچہ وہ دیر کرے تو بھی اس کا منتظر رہ کہ وہ یقیناً آئے گی اور درنگ نہ کرے گی۔[3]

۴۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں درج ہے کہ

"پر یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گا اور اس کی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ پیدا ہوگی اور خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور قدرت کی روح معرفت اور خدا کے خوف کی روح اور خداوند کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا۔ وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق حکم نہ کرے گا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصل کرے گا بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کرے گا اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے گا اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا اور اس کی کمر کا پٹکا راست بازی ہوگی اور اس کے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہوں گے اس وقت بھیڑیا برّے کے ساتھ رہے گا اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھیا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہیں گے اور ننھا بچہ ان کی پیروی کرے گا۔۔۔ اور اس دن ایسا ہوگا کہ خداوند

---

[1] حزقیل باب ۳۴ آیت ۲۰ تا ۲۶۔ [2] ملاکی نبی کی کتاب باب ۲ آیت ۷ و باب ۳/۱
[3] حبقوق باب ۲ آیت ۳

دوسرے مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھا کے اپنے لوگوں کا بقیہ جو بچ رہا ہو اسور اور مصر اور فتروس اور کوش اور ایسلام اور سنعار اور حمات اور سمندری اطراف سے پھیر لائے گا۔"[1]

اسی طرح عہد نامہ جدید میں بھی مصلح آخر الزماں کے بارہ میں بہت سی جگہوں پر ذکر ہوا ہے ان میں سے بھی کچھ کا ذکر کرتا ہوں لوقا میں تحریر ہے کہ

۵۔ "تمہاری کمریں بندھی رہیں اور تمہارے چراغ جلتے رہیں اور تم ان آدمیوں کی مانند رہو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی میں سے کب لوٹے گا تاکہ جب وہ آکر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اس کے واسطے کھول دیں۔۔۔۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہو گا ابن آدم آجائے گا۔[2]

اسی طرح متی کی انجیل میں تحریر ہے کہ

۶۔ "میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسے ہی ابن آدم کے وقت ہوگا۔"[3]

پارسی مذہب

اسی طرح پارسی مذہب کی کتب میں بھی مصلح آخر الزماں کی آمد کے بارہ میں پیش گوئی موجود ہے جیسا کہ تحریر ہے

"پس آفتد در ہم۔۔۔ و کنند خاک پرستی در روز بروز جدائی و دشمنی در انہا افزوں شود۔ پس بابید شما خوبی از یں و اگر ماند یکدم از میبن چراغ انگیزم از کساں تو کسے آئین و آب تو بتو رسانم و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو بر نیگرم۔"[4]

---

[1] یسعیاہ باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۱۔ [2] لوقا باب ۱۲ آیت ۳۵ تا ۳۶ و ۴۰۔ [3] متی باب ۲۴ آیت ۳۴ تا ۳۷

[4] سفرنگ دستیاتر صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ مطبوعہ نسخہ ۱۲۸۰ھ

یعنی پھر ایک عرصہ بعد ان کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور خاک پرستی شروع ہو جائے گی اور روز بروز ان میں دشمنی اور جدائی بڑھتی ہی جائے گی پس تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا اور اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی ہو گا تو کسی کو تیرے فرزندوں میں سے کھڑا کروں گا اور پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اٹھاؤں گا۔

بدھ مذہب

بدھوں کی کتب میں آنے والے مصلح کے بارہ میں تحریر ہے

"مہاتما بدھ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کے شاگرد خاص آنند نے مبارک بدھ سے کہا" جب تو چلا جائے گا ہم کو کون تعلیم دے گا "مبارک بدھ نے جواب دیا صرف میں ہی اکیلا بدھ نہیں ہوں جو دنیا میں آیا ہوں اور میں آخری بھی نہیں ہوں گا میں تم کو سچائی دکھانے کو آیا تھا اور .... سچائی کی اشاعت ہو گی۔۔۔ تب تھوڑے دنوں کے واسطے بھرم کے بادل روشنی کو دھندلی کر دیں گے اور مناسب وقت میں دوسرا بدھ پیدا ہو گا اور وہ تم پر اس سچائی کا اظہار کرے گا جس کی میں نے تعلیم دی ہے۔ آنند نے پوچھا ہم اس کو کس طرح پہچانیں گے مبارک بدھ نے کہا میرے بعد جو بدھ آوے گا "متریہ" کے نام سے مشہور ہو گا یعنی وہ جس کا نام خود "مہربانی" ہو گا۔"[1]

ہندو مذہب

ہندوؤں کی کتاب بھگوت گیتا کے ایک سنسکرت شعر کا مطلب اس طرح پر بتایا ہوا ہے کہ:

"جب جب بھی دنیا میں گناہوں کی زیادتی ہو جاتی ہے اور مذہب ختم ہونے پر آتا ہے نیک لوگ کم اور گناہگار زیادہ ہو جاتے ہیں تو پھر میں (یعنی کرشن) کسی نہ کسی صورت میں ہو کر ضرور آتا ہوں اور آخر گناہگاروں کو ختم کرتا ہوں اور نیکوکاروں کو پناہ دیتا ہوں اور مذہب کو پھر

---

[1] کلیان دھرم صفحہ ۳۷۳ آیت ۱۲ تا ۱۵ ترجمہ ستو برت لعل ورمن ایم اے

سے اس کی اپنی صحیح اور اصلی بنیادوں پر قائم کر دیتا ہوں"۔

اسی طرح سکھ کتب میں بھی اس آخری زمانہ میں ایک مصلح کے ظہور کی پیش گوئیاں موجود ہیں۔

مذہب اسلام

دیگر مذہب میں جس قدر آخری زمانہ میں آنے والے مصلح کے بارہ میں پیش گوئیاں بیان کی گئی ہیں ان سے کہیں بڑھ کر اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں۔ ان میں سے بھی چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ"[1]

سنّی حضرات بھی اور شیعہ حضرات بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کے مصداق آنے والے امام مہدی علیہ السلام ہیں اور ان کے زمانہ میں ہی اس آیت میں بیان کی گئی پیش گوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوگی۔ جیسا کہ تحریر ہے کہ

"مراد یہ ہے کہ روئے زمین پر عالمی سطح پر اسلام کو حقیقی کامیابی اور غلبہ حاصل ہو کہ اس میں ثقافتی معاشی اور سیاسی کامیابی بھی شامل ہو جائے گی اس تفسیر کو شیعہ مفسروں کے علاوہ بعض سنّی مفسروں نے قبول کیا ہے۔ مسلماً۔ یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے اور یہ صرف مہدی موعود کی عالمی حکومت پر منطبق ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں پوری دنیا پر حق و عدل کی حکومت قائم ہو جائے گی اور یہ دین عالمی سطح پر تمام ادیان و مذاہب پر غالب ہو جائے گا"۔[2]

اسی طرح خدا تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

---

[1] سورہ صف۔ [2] بہار انقلاب صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴

وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔[1]

یعنی وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود اَن پڑھ ہوتے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اس جگہ پر آنحضرت صلعم کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک اولین میں اور اَن پڑھوں میں جو کہ ہو چکی ہے اور ایک آخرین میں جو کہ ہوگی اور وہ آخرین میں ہونے والی بعثت امام مہدی علیہ السلام کی ہے جو کہ روحانی لحاظ سے آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ ہے اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق ؓ نے فرمایا کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ کعبہ سے ٹیک لگا کر یہ کہیں گے کہ

"اَلَا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَمِیْرِالمومنین صلوٰت اللہ علیہ فَهَا اَنَاذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَمِیْرُالمُؤْمِنِیْن[2]

یعنی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین کو دیکھنا چاہتا ہے۔ سو میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور امیر المومنین بھی ہوں۔ اور بھی قرآن مجید کی بعض جگہوں سے آخری مصلح کے بارہ میں اشارات ملتے ہیں لیکن میں اس پر اکتفا کرتا ہوں اور اب حدیث کی طرف آتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْحَرْبَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدًا[3]

---

[1] سورہ جمعہ ۳-۴۔ [2] بحار الانوار جلد ۱۳ باب ما یکون عند ظہورہ صـ۲۰۲
[3] بخاری کتاب الانبیا باب نزول عیسیٰ بن مریم صـ۴۹۰

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے عدل سے کام لینے والا وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو ختم کر دیں گے اسی طرح مال لٹائیں گے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا۔"

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"یُوشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عیسیٰ ابن مَرْیَمَ اِمَاماً مَھْدِیاً"[1]

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے اس حالت میں کہ وہ امام مہدی بھی ہوں گے۔

شیعہ حضرات خود بھی امام مہدی کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کرتے رہے ہیں اور کر بھی رہے ہیں تو اس تعلق سے زیادہ شہادتیں جمع کرنے کی کوئی حاجت نہیں البتہ صرف ایک اختلاف تھا جو کہ گذشتہ بحث میں حل کر دیا گیا ہے کہ امام مہدی ہی کا دوسرا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ لیکن اسی پر بات ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ بات آگے بڑھتی ہے کہ وہ مصلح آخرالزماں جس کے آنے کے بارے میں سب مذاہب کی کتب میں پیش گوئیاں بیان کی گئی ہیں ان میں یہ بھی ضرور درج ہے کہ وہ آنے والا موعود کس علاقہ میں آئے گا اور کب آئے گا اور اس کی علامات کیا ہیں تو میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ان باتوں کو اس جگہ پر زیر بحث لاؤں جس کو مصنف کتاب" بہار انقلاب" نے نظر انداز کر دیا ہے تاکہ اس کی تلاش میں آسانی پیدا ہو سکے اگرچہ بعض علامات کو بیان بھی کیا گیا ہے تاہم مزید تفصیلات کی خاطر خواہ گنجائش باقی ہے اس جگہ میں سب سے پہلے اپنے بھائیوں کو یہ بتاؤں گا کہ آنے والے مصلح آخرالزماں کے بارہ میں تمام مذاہب کی کتب نے کس وقت علاقہ اور ملک کی طرف سے ظاہر ہونے کے بارہ میں اشارہ کیا ہے جو کہ ہندوؤں کے نزدیک کرشن ثانی۔ عیسائیوں کے نزدیک مسیح ثانی اور مسلمانوں کے نزدیک امام مہدی ہوگا جس کا تذکرہ خود ہی حضرت امام جعفر صادق رحؒ نے اپنی کتاب بحارالانوار میں کیا ہے جس کا تھوڑا سا حصہ اس سے قبل درج کیا جا چکا

---

[1] مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ مصری۔

ہے کہ آپ تمام انبیاء کے مثیل ہوں گے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی۔

مصلح آخرالزماں کے آنے کا وقت

مصنف کتاب بہار انقلاب نے امام مہدی کے ظہور کے زمانہ میں ہونے والے انقلابات کی کچھ نشانیاں پیش کی ہیں۔ اب معاملہ صرف امام مہدی ؑ کا نہیں بلکہ ایک مصلح آخرالزماں کا ہے اور دیگر مذاہب والوں نے بھی اس کے آنے کے بارہ میں بہت کچھ تحریر کیا ہے اور اس کا ذکر خود اس کتاب کے صفحات میں بھی کچھ کیا گیا ہے جس کا نام اوپر درج ہے اس لئے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ اس جگہ اسلامی کتب کے علاوہ دوسرے غیر مذاہب کی کتب کے بھی کچھ حوالہ جات درج کروں جہاں تک اسلامی کتب میں پائے جانے والے اشارات کا تعلق ہے اس پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے تاہم چند باتیں اس جگہ درج کروں گا۔

قرآن کریم :-

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں آخری زمانہ کی بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں جن کا تعلق امام مہدی کے زمانہ سے ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

"يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" [1]

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیر امر کرتا رہے گا پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین آسمان کی طرف چڑھ جائے گا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو خیر القرون قرار دیا ہے اور یقیناً یہ وہی عرصہ تھا جس کے بعد دین آسمان کی طرف اٹھنا شروع ہونا تھا اس طرح تیرہ سو سال کا عرصہ بنتا ہے جب دین آسمان کی طرف اٹھ چکنا تھا اور آنحضرت صلعم نے ایسے زمانہ کے بارہ میں ہی

---

[1] سورہ السجدہ ۱/۱۔

فرمایا ہے کہ اس وقت امام مہدی ظاہر ہوں گے اور پھر دین حق کو دنیا میں قائم کریں گے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمتہ نے اس تعلق سے فرمایا ہے کہ

"جب یہ دیکھو کہ قرآن بوسیدہ ہو چکا ہے اور ہوا و ہوس کی بناء پر اس کے مفاہیم میں بدعتیں کی جا چکی ہیں۔ جب یہ دیکھو کہ دین خدا (عملی طور پر) خالی خولی ہو چکا ہے اور وہ ایک ایسے برتن کی مانند ہو گیا ہے جیسے الٹ دیا گیا ہو۔ جب یہ دیکھو کہ قرآن کے حقائق کا سننا لوگوں پر گراں گذرتا ہے لیکن ان کے لئے باطل چیزوں کا سننا آسان ہے"۔[1]

الغرض اس بات کی تائید شیعہ کتب میں موجود ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا[2]

یعنی اے لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے اور قرآن کریم میں یہ وعدہ بھی موجود ہے کہ وہ امت محمدیہ میں بھی اسی طرح خلیفے بھیجے گا جس طرح اس نے اس سے قبل کی امت یعنی بنی اسرائیل میں بھیجے تھے۔ تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہویں صدی گذرنے پر حضرت عیسیٰؑ آئے تھے اسی طرح ادھر بھی امت محمدیہ میں بھی آنحضرتؐ کے بعد تیرہویں صدی گذرنے پر ایک مثیل مسیح و امام مہدی آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[3]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انھیں زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا گیا۔

یہاں پر بھی جو آنے والا آخری خلیفہ ہے وہ امام مہدی ہی ہوں گے اس آیت کو تحریر کرتے

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲۔ [2] سورہ المزمل ع ۱/۱۶۔ [3] سورہ نور ع ۷/۵۶

ہوئے بحار الانوار جلد تیرہ ۱۳ صفحہ ص۱۳ میں بھی تحریر ہے کہ یہ آیت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں اتری ہے اور پھر اس بات کی تائید خود مصنف کتاب بہار انقلاب نے بھی کی ہے جیسا کہ لکھتے ہیں۔

"جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور عمل صالح انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ روئے زمین کی حکومت ان کے سپرد کر دے گا ائمہ اطہار علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے "ھو القائم واصحابہ" حضرت قائم ؑ آل محمد ؐ اور آپ کے اصحاب مراد ہیں ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نَزَلَتْ فِی الْمَھْدِی یہ آیت حضرت مہدی ؑ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اس آیت میں امام مہدی اور آپ کے اصحاب کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ان اوصاف سے یاد کیا گیا ہے کہ وہ لوگ مومن ہیں اور اعمال صالحہ انجام دیتے ہیں۔"[۱]

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عین تیرہویں صدی کے بعد امام مہدی ظاہر ہو جائے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہویں صدی کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اس امت کے آخری خلیفہ پیدا ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک تیسری آیت اس سے قبل بھی تحریر کی جا چکی ہے جو کہ سورۃ الجمعہ کی تھی اس کے دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں۔ قرآن کریم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والا امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہویں صدی میں آجائے گا اور یہی اس کے آنے کا وقت صحیح ہے۔

---

[۱] بہار انقلاب ص۱۲۳

احادیث نبویّہ سے امام مہدی کا زمانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے فرمایا

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَّمِأَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَۃً یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَھْدِیَّ [۱]

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دوسو چالیس سال گذر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

۲۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [۲]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجددین مبعوث کرتا رہے گا۔

مجددین کی فہرستیں موجود ہیں اور مختلف کتب میں شائع ہو چکی ہیں اور علمائے اُمت یہ اعتقاد رکھتے رہے ہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر آنے والا مجدد ہی امام مہدی ہوگا اور اس بات کی شہادت خود حجج الکرامہ میں موجود ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ :۔

"بر سر مائتہ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں را باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد مجتہد باشند" [۳]

"یعنی چودھویں صدی شروع ہونے میں دس سال باقی ہیں اگر اس میں مہدی و عیسیٰ کا ظہور ہو جائے تو وہی چودھویں صدی کے مجدد و مجتہد بھی ہوں گے۔

اسی طرح حضرت ابو جعفر بن محمد رضؓ سے ایک روایت ملتی ہے۔

---

[۱] النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ ۔ [۲] مشکوۃ مطبع نظامی دہلی صفحہ ۳۶ ۔ [۳] حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَاِثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِیْ مِنَ السُّعَدَاءِ وَ اُولِی الْاَ لْبَابِ وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا[۱]

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتدا میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقل مند شخص ہوں اور مسیح ابن مریم اس کے آخر میں ہوں۔

یہ روایت شیعہ حضرات کے معتبر لٹریچر میں بھی ملتی ہے اور شیعہ لٹریچر میں امت محمدیہ کے خلفاء کی مشابہت امتِ موسویہ کے خلفاء سے ضروری تسلیم کی ہے اور اس بات کو سورہ نور کی آیت میں پیش کر کے بیان بھی کر دیا گیا ہے اس کا ذکر شیعہ حضرات کی کتاب نور الانوار صفحہ ۵٦ میں ملتا ہے۔

احادیث میں اور قرآن کریم میں آخری زمانہ کی جس میں امام مہدی کا ظہور ہونا ہے بہت سی علامات بیان ہوئی ہیں اور یہ علامات بھی زمانہ کی تعیین کرنے کے لئے بڑی ممد و معاون ہیں اور اس زمانہ کا انسان خود اپنی آنکھوں سے ان علامات کو پورا ہوتا ہوا دیکھ کر اس پر گواہی دے سکتا ہے کہ کیا وہ زمانہ نہیں آ گیا جس میں امام مہدی کا ظہور ضروری تھا۔ قرآن کریم اور احادیث سے ان علامات کو آگے چل کر بیان کیا جائے گا تا کہ زمانہ کی تعیین میں آسانی پیدا ہو جائے۔

ائمہ اُمت کے بیانات

امت کے بہت سے بزرگوں نے بھی امام مہدی کے ظہور کے زمانہ کی تعیین کی ہے۔ ان میں سے بھی چند کا ذکر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔

۱۔ صاحب "دبستان مذاہب" مطبوعہ ۱۳۲۴ھ فرقہ اسمٰعیلیہ کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وگفتہ اند مہدی آخری الزمان عبارت از محمد بن عبداللہ است واز مخبر صادق روایت کنند کہ فرمود عَلٰی رَأْسِ اَلْفٍ وَّ ثَلٰثِ مِائَۃٍ یَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا گویند لفظ شمس درایں حدیث کنایہ از محمد بن عبداللہ است"[۲]

---

[۱] اکمال الدین صفحہ ۱۵۷۔ [۲] دبستان مذاہب فارسی صفحہ ۲۵۵ از جناب دوست محمد خان

یعنی مہدی آخرالزماں کی تعبیر محمد بن عبداللہ سے ہے اور مخبر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تیرھویں صدی پر سورج مغرب سے طلوع کرے گا کہتے ہیں اس حدیث سے طلوع شمس سے مراد امام مہدی کا ظہور ہے۔

۲۔ اسمٰعیلی فرقہ کے ایک عالم جناب ڈاکٹر زاہد علی صاحب نے لکھا ہے کہ

اِنَّ الاَدْوَارَ سِتَّۃٌ اَوَّلُھَا دَوْرُ اٰدَمَ .... وَالدَّوْرُ السَّادِسُ دَوْرُ مُحَمَّدٍ ... وَالدَّوْرُ السَّابِعُ دَوْرُ الْقَائِمِ ... سَابِعُھُمُ الْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَخْتِمُ الدُّنْیَا وَ تَنْفَتِحُ الاٰخِرَۃُ" [1]

یعنی دور چھ ہیں پہلا دور آدم ہے چھٹا دور محمدؐ اور ساتواں دور قائم ہے جو آدم سے ساتواں مہدی ہے جس سے ایک دنیا ختم اور آخرت کا افتتاح ہو گا۔

۳۔ اہل سنت کے مشہور امام حضرت ملا علی قاریؒ حدیث الآیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

و یحتمل اَنْ یَکُوْنَ اللَّامُ فِی الْمِائَتَیْنِ لِبَعْدِ الْاَلْفِ وَھُوَ وَقْتُ ظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ" [2]

یعنی اس حدیث میں مائتین پر الف لام ظاہر کرتا ہے کہ یہ دو صدیاں ہجری نبوی سے ایک ہزار سال گذرنے کے بعد شمار کی جائیں گی (گویا بارہ سو سال بعد نشانات ظاہر ہوں گے) اور وہی وقت امام مہدی کے ظہور کا ہو گا۔

۴۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ جن کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی تھی فرماتے ہیں

وَیَکُوْنُ ظُھُوْرُہٗ بَعْدَ مُضِیِّ خ ف ج بَعْدَ الْھِجْرَۃِ [3]

یعنی امام مہدی کا ظہور ہجرت کے بعد خ۔ ف۔ ج کے گزرنے پر ہو گا ہجرت کے حروف (ھ۔ ج۔ ر۔ ت) ۵+۳+۲۰۰+۴۰۰ = ۶۰۸ بنتے ہیں اور (خ۔ ف۔ ج) = (۶۰۰+۸۰+۳) ۶۸۳ بنتے ہیں گویا امام مہدی کا ظہور ۶۰۸ + ۶۸۳ = ۱۲۹۱ھ ہجری بنتا ہے۔

---

[1] کتاب الادلة والشواھد" ہمارے اسمٰعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام فصل ۶

[2] مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ [3] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۵۴ (ترجمہ مولانا اسعد حسن خان صاحب یوسفی فاضل الٰہیات اصح المطابع کراچی)

۵۔ اثناء عشری کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

"انیسویں یا بیسویں صدی کا آغاز ہی امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ خروج ہے۔ سنہ ۱۹۱۲ء ایسا زمانہ ہے جو خدا کی جنگی قانون کے اجراء کا خواہاں ہے اس وقت ایسی طاقت کی ضرورت ہے جو مشینوں کی خدائی کو توڑے جسم پرستی کو نیست و نابود کرے۔ انسان کو جسم پرستی سے آزاد کر کے روحانیت کے میدان میں لائے۔ یہی طاقت اصلاح اسلام میں جناب امام علیہ السلام ہے"۔ [1]

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے چونکہ بہار انقلاب کے مصنف صاحب نے اس حصہ پر نظر نہیں ڈالی تھی اس لئے اس جگہ چند حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں تاکہ اس کا مطالعہ کرنے والوں کو مہدی علیہ السلام کے آنے کے زمانے کا علم ہو سکے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے حوالہ جات موجود ہیں جو کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں بیان کرتے ہیں بخوف طوالت اتنے ہی بیان کئے گئے ہیں

غیر قوموں کے حوالہ جات

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آون اٹھہترے جان ستانوے ہور بھی اُٹھسی مرد کا چیلہ [2]

یعنی سمت ۱۸۷۸ سے سمت ۱۸۹۷ یعنی سنہ ۱۸۲۱ء سے سنہ ۱۸۴۰ء تک کے درمیانی عرصہ میں ایک مرد خاص کا (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا) ایک غلام آئے گا (چیلا آئے گا)

۲۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب دانی ایل میں آخری زمانہ کے متعلق حضرت دانی ایل کے ایک مکاشفہ کا ذکر ملتا ہے جن میں خدا تعالیٰ نے کئی باتوں کا انکشاف کیا ہے اور اس میں لکھا ہے۔

" ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین صد پینتیس روز تک آتا ہے"۔ [3]

---

[1] رسالہ برہان بابت نومبر سنہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۷-۵۲۔ [2] گرنتھ صاحب تلنگ محلہ صفحہ ۱۳۷

[3] دانی ایل ۱۲/ ۹-۱۲

۳۔ مشہور مسیحی سکالر مسٹر جے پی ڈمبل اپنی کتاب (THE APPOINTED TIME) مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں

"The new era all the Nine methodes in Both DLagrams is 5896½ our 1898¼"

یعنی سب نوشتوں اور قاعدوں کی رُو سے نیا دور (آمد مسیح کا) آدم سے 5896½ ہے جو ہمارے حساب سے (سن عیسوی میں) 1898¼ بنتا ہے۔

۴۔ ایک تیج نامی اخبار میں ایک شخص نے لکھا ہے

" اگر دیکھا جائے تو کرشن کے پیدائش کی مہابھارت کے زمانہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ دنیا سے حیا اور نرمی بالکل اٹھ گئی ہے یورپ کے ملکوں کا تو بُرا حال ہے ہمارے بھارت ورش میں حالات زیادہ خراب ہیں۔ اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آج کل ہے اور ہماری دعا ہے کہ ہے بھگوان کرشن آ کر جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی کو دور کرو مذہب کو قائم کرو اور اپنا یہ وعدہ پورا کرو کہ

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت ابھیوتھانم دھرمسیہ تدا تمانم سرجامیہم [۱]

الغرض غیر اقوام کی کتابوں میں مصلح آخرالزماں کے آنے کے وقت کی تعیین کی گئی ہے اور حیرت اس بات پر ہے کہ خواہ اسلام کے علماء ہوں یا غیر مذاہب کے علماء ایک سو سال کا عرصہ جو گذر چکا ہے چھوڑ دیا جائے تو آنے والے مصلح آخری الزماں کی آمد کو کسی نے بھی چودھویں صدی ہجری سے آگے کے زمانے میں بیان نہیں کیا ہے اور کسی نے بھی چودھویں صدی کے بعد کی حد مقرر نہیں کی ہے جب کہ سب کی بیک آواز یہ پکار ہے کہ آنے والا مصلح چودھویں صدی کے اندر اندر ضرور آ جائے گا جن کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں اور اگر کسی نے اس آخری حد کے قریب کی بات بھی کی ہے تو چونکہ اس کی نظر میں کوئی ظاہر نہ ہوا تھا اس لئے التجائی رنگ میں اس کو بیان کیا ہے۔

---

[۱] اخبار تیج دہلی ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء

امام مہدی کے ظاہر ہونے کی علامات

مندرجہ بالا عنوان کی جگہ بہار انقلاب کے مصنف صاحب نے انقلاب شروع ہونے کی نشانیاں کے تحت عنوان باندھا ہے اسی کے تحت ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"اسلامی احادیث میں بھی اس عظیم انقلاب کے نزدیک ہونے کے بارہ میں کچھ نشانیاں اور علامتیں موجود ہیں جنہیں واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا حصہ :۔ ان نشانیوں پر مشتمل ہے جو کم و بیش ہر انقلاب میں اس کی وسعت اور ابعاد کی مناسبت سے پیش گوئی کے قابل ہیں۔

دوسرا حصہ :۔ ایسے جزئیات پر مشتمل ہے جن کو عام اور معمولی معلومات و اطلاعات کے ذریعہ سمجھنا محال ہے کیوں کہ وہ زیادہ تر اعجاز آمیز پیش گوئی کے شکل میں ہیں"۔[1]

اب جہاں تک ہر دو حصوں کا تعلق ہے اس کو مصنف نے خود بھی بیان کیا ہے ہم کو اس بات سے اتفاق ہے لیکن چونکہ ان کی بیان کردہ باتیں ناکافی معلوم ہوتی ہیں اس لئے میں اس جگہ ان علامات کو مزید تفصیل سے بیان کرتا ہوں اور پھر چونکہ آنے والا مصلح موعود اقوام عالم ہوگا اس لئے یہ بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس جگہ دیگر مذہب کی کتب میں بیان کردہ علامات میں سے بھی چند قارئین کے سامنے پیش کر دوں۔

۱۔ قرآن کریم :۔

قرآن کریم نے آخری زمانہ کی حالت کا نقشہ بڑے ہی واضح رنگ میں کھینچا ہے اور مصنف صاحب نے "پہلا حصہ" بیان کر کے جن باتوں کو تحریر کیا اور لکھا ہے کہ ان سے نئے انقلاب کے آنے کے بارہ میں پیش گوئی کی جا سکتی ہے۔ اس کی بھی واضح دلیل قرآن کریم اور احادیث شریف سے ملتی ہیں جیسے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں

---

[1] بہار انقلاب ص۱۸۵

وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ، وَاِذَا

الصُّحُفُ نُشِرَتْ، وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا

الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ۔ (التکویر آیت ۲ تا ۱۴)

یعنی وہ زمانہ ایسا ہو گا کہ سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی آنحضرت صلعم کے مقام کو گرایا جائے گا کیونکہ قرآن نے آپ کو بھی سراج منیر کہا ہے غیر قومیں آپ پر اعتراض کریں گی اور مسلمان ان کا خاطر خواہ جواب نہ دے سکیں گے ستارے ماندھ پڑ جائیں گے یعنی علم سے بے بہرہ ہو جائیں گے اور جب پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹائے جائیں گے یعنی ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ پہاڑوں کو ان سے اڑایا جائے گا اور کاٹا جائے گا اور اس میں سوراخ کئے جائیں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔ یعنی نئی نئی اور تیز رفتار سواریاں نکل آئیں گی کہ لوگ ان پر سفر نہ کریں گے (اونٹنیوں پر) اور جب وحشی جمع کر دیئے جائیں گے یعنی لوگ دینی علوم سے ناواقف ہو کر مثل وحشیوں کے ہو جائیں گے اور جب دریاؤں کو پھاڑ دیا جائے گا یعنی ان میں نہریں نکل آئیں گی اور جب لوگ آپس میں جمع کر دیئے جائیں گے یعنی سفر کے راستے آسان ہو جائیں گے اور لوگ ایک دوسرے سے ملا کریں گے مثل ایک گھر کے ہوں گے اور جب زندہ گاڑی جانے والی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم نے اس کو کس جرم میں زندہ گاڑا ہے یعنی ایسے قوانین بن جائیں گے کہ کسی کو زندہ گاڑنے نہ دیا جائے گا اور ایسا کرنے والوں کو قانون سزا دے گا اور جب کتابیں کثرت سے شائع ہوں گی یعنی کثرت سے کتب اور رسالے چھپیں گے جس طرح کہ آج کل ہو رہا ہے کہ انسان کی عقل حیران ہے اور جب آسمان کا چھلکا اتارا جائے گا یعنی آسمانی علوم کا ظہور ہو گا اور نئی نئی تحقیقات سامنے آئیں گی جو آسمانی ہوں گی اور جب دوزخ بھڑکا دی جائے گی یعنی دنیا پرستی بہت زیادہ ہو گی اور لوگ

زیادہ دنیا داری کی طرف مائل ہوں گے اور الٹے کام کرنے آسان ہوں گے اس طریق سے وہ اپنے لئے جہنم تیار کریں گے اور جب جنت قریب کر دی جائے گی یعنی جب برائی زیادہ ہو گی تو خدا تعالیٰ بھی اپنا فضل فرمائے گا۔ اور اس طرح کا انتظام کرے گا کہ لوگوں کے ایمان تازہ ہوں اور ان پر آسانی سے عمل کر کے وہ اپنے لئے جنت پیدا کر سکیں۔

الغرض یہ تمام کی تمام وہ نشانیاں ہیں جو کہ قربِ قیامت کی ہیں اور امام مہدی کے ظہور کے زمانہ کے بارہ میں ہیں کیونکہ امام مہدی علیہ السلام نے قربِ قیامت ہی ظہور فرمانا ہے اور آج کے زمانہ میں یہ تمام نشانیاں اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں بھی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی ہیں جو کہ اس طرح ہیں۔

حدیث :۔

لَا یَبْقیٰ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقیٰ مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدیٰ عُلَمَآءُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ [1]

یعنی وہ ایسا زمانہ ہوگا کہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن مجید صرف لکھائی میں موجود ہوگا مساجد بظاہر خوبصورت اور بھری ہوں گی لیکن ہدایت نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہو چکی ہوں گی (اس زمانہ کے) علماء آسمان کے نیچے پائی جانے والی مخلوق میں سب سے بدترین ہوں گے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے کہ

"وَفِی رِوَایَۃٍ وَیُرْفَعُ الْعِلْمُ وَیَکْثُرُ الْجَھْلُ وَیَکْثُرُ الزِّنَا وَیَکْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ۔ وَفِی رِوَایَۃٍ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلیٰ ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃٍ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ [2]

یعنی ایک روایت میں ایسا ہے کہ علم اٹھ جائے گا جہالت زیادہ ہو جائے گی زنا کی کثرت ہو جائے گی اور شراب کثرت سے استعمال کی جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ (آنحضرت صلعم نے فرمایا)

---

[1] مشکوٰۃ باب العلم۔ [2] مشکوٰۃ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔

میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور وہ سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے جو جماعت کی صورت میں ہو گا۔

آخری زمانہ کے بارہ میں جو نشانیاں قرآن واحادیث میں پیش کی گئی ہیں وہ سب کی سب پوری ہو چکی حتیٰ کہ بعض علماء نے مسلمانوں کے اندر پائے جانے والے تہتر فرقوں کی فہرستیں بھی شائع کی ہیں اور اس حدیث کی صداقت پر مہر ثبت کی ہے اور کوئی ایک بھی نشانی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو۔

سفیانی کا خروج

اس عنوان پر بھی "بہار انقلاب" میں کافی کچھ بیان کیا گیا ہے اور اس بات کو بھی امام مہدی کے ظہور کے زمانہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی لکھا ہے اور اس کا خروج بھی دجال کے خروج کی طرح سے ضروری ہے اور حتمی بیان کیا ہے جیسا کہ ایک روایت ملتی ہے کہ

أَمْرُ السُّفْيَانِي حَتْمٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَا يَكُونُ قَائِمٌ إِلَّا لِسُفْيَانِي [1]

یعنی سفیانی کے خروج کا مسئلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حتمی اور مسلم ہے اور ہر قائم کے مقابل پر ایک سفیانی موجود ہوتا ہے۔ اب جہاں تک سفیانی کے خروج کی بات ہے وہ تو تسلیم شدہ بات ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ابوسفیان کے خاندان سے ہی ظاہر ہو اور پھر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک شخص ہو اس سے مراد ایک قوم بھی ہو سکتی ہے جو کہ ان صفات کی متحمل ہو گی اور پھر اس کی وضاحت خود شیعہ حضرات کی کتب میں موجود ہے کیوں کہ اس کی کچھ نشانیاں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ایک شیعہ روایت ہے کہ

اَلسُّفْيَانِي يَخْرُجُ مِنْ بِلَادِ الرُّوْمِ فِي عُنُقِهٖ صَلِيْبٌ مُتَنَصِّرٌ

یعنی سفیانی روم کے علاقہ میں سے نکلے گا اس کی گردن میں صلیب ہو گی اور وہ متنصر

---

[1] بحار ج ۵۲ ص ۱۸۲

ہوگا (یعنی بگڑے ہوئے مذہب والا نصرانی) اس طرح سے ایک اور روایت بھی ملتی ہے کہ
یَاْتِیْ مِنَ الْمَغْرِبِ[1] یعنی سفیانی مغرب کی طرف سے آئے گا اس میں اب کیا
شک باقی رہا کہ آنے والا سفیانی دجالی صفات کا حامل ہے۔ پس دراصل یورپین پادریوں کو ہی
تمثیلی زبان میں شیعہ روایات میں السفیانی کا نام دیا گیا ہے اور جس طرح سے یہ روایت ملتی
ہے کہ ہر قائم کے لئے ایک سفیانی ہوتا ہے بالکل اسی طرح کی ایک دوسری بھی روایت ہے کہ ہر مہدی
کے مقابل پر ایک دجال ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دجال کا ہی دوسرا نام تمثیلی طور پر
السفیانی رکھا گیا ہے جیسے مہدی کا دوسرا نام مسیح ابن مریم رکھا گیا ہے اور اس کا اقرار خود بہار
انقلاب میں بھی موجود ہے جیسا کہ لکھتے ہیں کہ

"دجال مخفی طور پر انقلاب کے مخالفوں کا گروہ تیار کرے گا اور سفیانی کھلم کھلا انقلاب
مخالف پارٹی بنائے گا دراصل دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف بھیس بدلا ہوا ہے۔"[2]

اسی طرح شیعہ اصحاب کی کتب میں الصّریہ کا بھی ذکر ملتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور
سے قبل الصّریہ ضروری ہے جو کہ ہندوستان میں ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی اسی طرح خراسانی کے
خروج کا بھی ذکر شیعہ روایات میں ملتا ہے

اس تعلق سے آیا ہے کہ

اَلْخُرَاسَانِیُّ یَاْتِیْ مِنَ الْمَشْرِقِ

یعنی خراسانی مشرق سے ظاہر ہوگا اس کے مطابق ایران کی سرزمین میں بابی اور بہائی
تحریک کی صورت میں الخراسانی کا بھی ظہور ہو چکا ہے اس طرح سے وہ تمام نشانیاں جو کہ احادیث
اور شیعہ کتب میں امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں پائی جاتی ہیں سب کی سب پوری ہو چکی ہیں
نیز وہ نشانیاں جو خود امام جعفر صادق رحمتہ نے بیان کی ہیں جس کا تذکرہ خود مصنف کتاب نے
اپنی کتاب میں کیا ہے۔

---

[1] امام مہدی کا ظہور صـ۲۶ ۔ [2] بہار انقلاب صـ۲۱۴

کہ جب یہ دیکھو کہ مسجدوں کو زیوروں سے سجایا گیا ہے۔ جب یہ دیکھو کہ لوگ غیر خدا کے لئے حج کرنے جاتے ہیں۔ جب یہ دیکھو کہ لوگ سنگ دل ہو گئے ہیں۔ جب یہ دیکھو کہ گانے بجانے کے آلات (حتیٰ کہ) مکہ اور مدینہ میں بھی آشکار ہو گئے ہیں۔ جب یہ دیکھو کہ مسجدیں خوف خدا نہ کرنے والوں سے بھری ہوتی ہیں۔ جب یہ دیکھو کہ عورتیں اپنے آپ کو کافروں کے حوالے کر رہی ہیں جب یہ دیکھو کہ حلال روزی کمانے والے کی مذمت اور حرام روزی کمانے والے کی مدح و ثنا کی جاتی ہے۔ وغیرہ۔[1]

تو جان لو کہ امام مہدی ظاہر ہونے والے ہیں۔ آپ نے جتنی بھی باتیں بیان کی ہیں ان میں سے بھی کوئی بات ایسی نہیں ہے جو کہ پوری نہ ہو گئی ہو۔ اب میں اس مضمون کو اسی جگہ ختم کر کے دوسری طرف چلتا ہوں کہ دیگر مذاہب نے مصلح آخر الزماں کے بارے میں کون کون سی باتیں بطور نشانی بیان کی ہیں۔

دیگر مذاہب کی کتب میں مصلح آخر الزماں کے ظہور کی علامات

ہندو مذہب

ہندو مذہب کی کتب میں دنیا کے چار دور بتائے گئے ہیں۔

۱۔ ست یگ۔ ۲۔ تریتا یگ۔ ۳۔ دواپر یگ۔ ۴۔ کل یگ

اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر یگ میں ایک نہ ایک خدا کا فرستادہ ضرور آتا ہے اور کل یگ کے آخر کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت مذہب کی حالت بہت بگڑ جائے گی اور اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لئے حضرت کرشن کلکی اوتار ہونے کی حالت میں ظاہر ہوں گے ان کے ظہور کے زمانہ کی علامات کو شریمد بھاگوت میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

"ہے راجہ کلجگ میں لوگ سچائی اور دھرم چھوڑنے کی وجہ سے کمزور ہوں گے اور عمر کم ہو گی

---

[1] بہار انقلاب صـ ۱۹۳

اور کرم دھرم سب چھوٹ جائیں گے اور بادشاہ رعایا وغیرہ سے لگان وغیرہ لیں گے اور دکھ دیا کریں گے اور بارش کم ہوگی جس کی وجہ سے اناج گراں رہے گا... اور کلجگ کے آخر میں بائیس سال کی عمر سے کوئی آگے نہیں بڑھے گا کیونکہ پاپ زیادہ ہو جائیں گے... اور لوگ تھوڑی عمر ہونے پر بھی آپس میں فساد اور جھگڑا کریں گے اور اپنا دھرم چھوڑ کر جھوٹی سوگند (قسم) اور جھوٹی گواہی پیسے کی خاطر دیں گے اور پاپ اور پُن کا خیال اور نیک اور بد کی پہچان جاتی رہے گی۔ چوری وغیرہ جاری کریں گے... بیوپار میں دھوکہ اور استری کی کوئی ذات خیال نہ رکھ کر بھوگ بلاس کیا کریں گے وغیرہ۔[1]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی ہیں اور ان کی کتب میں جتنی بھی نشانیاں کل یگ کی بیان کی گئی ہیں وہ تمام پوری ہو چکی ہیں۔

عیسائی مذہب

آخری زمانہ کی نشانیوں کے بارہ میں لکھا ہے

" لیکن روح صاف کہتا ہے کہ آئندہ زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی روحوں اور شیاطین کی تعلیموں کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ یہ ان جھوٹے آدمیوں کی ریاکاری کے باعث ہوگا جن کا دل گویا گرم لوہے سے داغا گیا ہے یہ لوگ بیاہ کرنے سے منع کریں گے اور ان کھانوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیں گے جنہیں خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ایماندار اور حق کو پہچاننے والے انہیں شکر گذاری کے ساتھ کھائیں۔"[2]

اسی طرح متی میں اس طرح سے ذکر ملتا ہے کہ

" اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان

---

[1] شریمد بھاگوت بارھواں اسکند ص ۱۲۲۔ [2] تمتھیس اباب ۱ تا ۳

آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔[1]

سکھ مذہب

سکھ مذہب میں آنے والے مصلح آخری زمان کی نشانیوں کے بارہ میں آیا ہے

دھندو کار ھوورتسی نہ ھندو نہ مسلمان

رام رحیم نہ جانسن نہ کو کہے کلام

گورمکھ کوئی نہ جانسن نہ کوئے اُپدیش

اکو ورتو درتتے نہ کو کرے آدیس

بید کیتب نہ جانسن نہ دوارہ نہ میت

روزہ بانگ نہ ورت نہ کو کڈھے حدیث

کوئے نہ کس کی جانسی نہ کو کرے سلام

نانک شبد ورتدا اس کوئی مڈھی جان[2]

یعنی اس وقت ایسی بری حالت ہوگی کہ نہ تو مسلمان ہی صحیح ہوں گے اور نہ ہی ہندو اور ان میں سے کوئی بھی خدا تعالیٰ کو نہ جانتا ہوگا اور نہ ہی اس کی باتیں کیا کرے گا نہ ہی کسی عالم کو کوئی جانے گا اور نہ ہی ان سے علم حاصل کرے گا اور ان سے دینی باتیں سیکھے گا اور ہر ایک عالم وجاہل کو ایک ہی طرح سے دیکھا جائے گا نہ کوئی قرآن کو جانے گا اور نہ ہی وید کی تعلیم پر عمل پیرا ہوگا نہ کوئی مندر میں جائے گا نہ مسجد میں اس طرح سے لوگ روزے رکھنا اور اذان دینا بند

---

[1] متی باب ۲۴ آیت ۲۹ تا ۳۱۔ [2] جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی ص ۶۵۸، ۶۵۹

کر دیں گے اور کوئی بھی نیکی نہ کریں گے اور نہ ہی حدیث پر عمل ہوگا کوئی کسی کو نہ جانے گا اور نہ ہی کسی سے سلام کلام کرے گا یہ نانک کی کہی ہوئی باتیں ہیں اس وقت جان ایک مٹھی میں ہوگی یعنی تنگی سے لوگ زندگی بسر کریں گے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی ہے کہ تمام مذاہب نے جس زمانہ میں ایک مصلح کے آنے کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی تھی وہ زمانہ حاضر ہے اور تمام مذاہب کی کتب میں بیان کردہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض ایسی احادیث بھی مروی ہیں جن میں آنے والے مہدی کے علاقہ کی نشاندہی کی گئی ہے جس طرح سے دجّال اور سفیانی کے ظاہر ہونے والے علاقہ کی نشان دہی کی گئی اور ایسی نشانیاں صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کی کتب میں بھی پائی جاتی ہیں کہ آنے والا مصلح آخرالزماں کس علاقہ میں ظاہر ہوگا اور اس کا مسکن کہاں ہوگا اگر ہم ان علامات پر بھی غور کریں تو آنے والے مصلح آخرالزماں کو تلاش کرنے میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے اور مندرجہ بالا بیان اور اس کے ظہور کے زمانہ میں ظاہر ہونے والی علامات کے پورا ہو جانے سے یہ بات یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ انبیاء اور اولیاء اللہ جنہوں نے یہ پیش گوئیاں بیان کی تھیں وہ سچے تھے کیونکہ ان کے اقوال کے مطابق وہ ظہور میں آگئیں تو یہ بات کس طرح سے انکار کے لائق ٹھہر سکتی ہے کہ وہ وجود ظاہر نہ ہوا ہو جس کے ظہور کی یہ نشانیاں تھیں میں یہ کہوں گا کہ وہ آنکھ جو ان نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھنے سے خیرہ تھی وہ اس مصلح آخرالزماں کو دیکھنے سے بھی تو خیرہ ہو سکتی ہے اس لئے میرے خیال میں یہ بات زیادہ قرین مصلحت ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے ہی پوچھیں کہ وہ ہی ہماری اس معاملہ میں رہنمائی فرمائیں کہ ہم اس مصلح کو دنیا کے کس طرف تلاش کریں تا ہمارے لئے آسانی پیدا ہو۔ اس جگہ میں سب سے پہلے اسلام میں پائی جانے والی رہنمائیوں کو بیان کروں گا۔

امام مہدی علیہ السلام کا علاقہ

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ [1]

جیسا کہ گذشتہ بحث میں بیان کیا جاچکا ہے کہ صلحاء امت اس آیت کا مصداق حضرت امام مہدی علیہ السلام کو دیتے چلے آئے ہیں اور اس آیت کا مصداق سب سے زیادہ شیعہ حضرات نے ہی امام مہدی کو قرار دیا ہے چونکہ امام مہدی نے آکر دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا تھا اس لئے یہ ضروری ہوا کہ آپ کا ظہور بھی اس جگہ پر ہوتا جہاں پر تمام ادیان موجود ہوں۔ دنیا پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ہندوستان دنیا کا واحد ملک ہے جو کہ مشرقی جانب بھی ہے اور جہاں پر دیگر تمام ادیان کے علاوہ مسلمانوں میں پائے جانے والے فرقوں میں سے ہر فرقہ کے لوگ موجود ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت اس طرح کی ملتی ہے کہ آنے والا امام مہدی ہندوستان میں ظہور فرمائے گا جیسا کہ لکھا ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَھِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَھْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ [2]

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک جماعت ہندوستان میں (مخالفین اسلام سے) جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی اس مہدی کا نام احمد ہوگا۔ نیز بحار الانوار میں درج ہے کہ

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرَ الْمَھْدِیَ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ وَعَبْدُاللّٰہِ وَالْمَھْدِیُّ [3]

یعنی حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے مہدی کے نام کے بارہ میں سنا فرمایا اس کا نام احمد عبداللہ اور مہدی ہے۔ اسی طرح سے ہندوستان کی طرف اشارہ کرتی ہوئی اور بھی

---

[1] سورہ صف۔ [2] رواہ البخاری فی تاریخہ۔ [3] بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۴

احادیث ہیں اور ایک حدیث مسلمؒ نے اپنی صحیح میں بیان کی ہے جو کہ مسیح ابن مریم کے نزول کے ذکر کے ساتھ جو دجّال کے خروج سے متعلق بھی ہے۔ فرمایا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہ المسیح ابنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ [1]

یعنی آنحضرت صلعم نے دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اسی حالت میں اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا وہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید مینار کے پاس نزول فرمائیں گے اب آپ دیکھیں کہ ہندوستان دمشق کے مشرق میں واقع ہے اور اس کی تائید کرتی ہوئی ایک اور بھی حدیث ہے جو یہ ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلیہ وَسلم یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَیُوَطِّئُوْنَ الْمَھْدِی یعنی سُلْطَانَہٗ [2]

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مشرق سے ایسے لوگ نکلیں گے جو مہدی کے لئے جگہ بنائیں گے جو ان کا بادشاہ ہوگا یعنی اس کے کام میں اس کی مدد کریں گے اور اس کی تائید کریں گے۔

مسند احمد بن حنبل میں بھی ایک روایت ایسی ملتی ہے جس میں امام مہدی بلفظ دیگر مسیح ابن مریم کا آنا ہندوستان میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ درج ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلیہ وَسلم عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَھُمَا اللّٰہ مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ علیہ السلام [3]

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو خدا نے آگ سے آزاد کر دیا ہے ان میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں غزوہ کیا اور اسلام کی فتح کی سب سے پہلے بنیاد رکھی اور دوسری مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے یہ حدیث بھی امام مہدی علیہ السلام کا ہندوستان میں آنا ہی بیان کر رہی ہے۔

اس جگہ پر ایک اور بھی عقلی دلیل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے امام مہدی علیہ السلام کا مشرق

---

[1] مسلم جلد ۲ کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔ [2] بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۲۱ ابوداؤد جلد ۲ باب باب خروج المہدی
[3] مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ۲۷ ونسائی جلد ۲ صـ۵۲ باب غزوۃ الھند

کی طرف سے آنا ہی ضروری قرار پاتا ہے اس سے قبل امام مہدی علیہ السلام کے زمانے کی علامات کا ذکر گذر چکا ہے اور قرآن کریم نے جو نشانیاں پیش کی تھیں وہ اس طرح تھیں کہ اس زمانہ میں سورج کو لپیٹا جائے گا اور ستارے ماندھ پڑ جائیں گے لیکن اس جگہ چاند کا ذکر نہیں کیا گیا اس میں حکمت یہ تھی کہ چونکہ اس زمانہ میں جب سورج کی روشنی بھی لوگوں سے دور ہو گی اور ستاروں کی بھی تو اس اندھیری رات میں لوگ چاند کی روشنی سے وافر حصہ پائیں گے اور پھر وہ چاند بھی ایسا ہو گا جو کہ چودھویں کا ہو گا اور واحد چودھویں کا چاند ہی ایسا ہوتا ہے جو کہ اپنی روشنی میں کمال کو پہنچا ہوتا ہے اور پھر سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی مشرق سے طلوع ہوتا ہے ورنہ اس کے پہلے والے چاند کو دیکھیں کہ سورج کے غروب ہونے سے قبل ہی لوگوں کی نظروں میں آجاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کے وقت تک اپنے مقام طلوع سے کافی اوپر آچکا ہوتا ہے اور چودھویں کے بعد والا چاند سورج غروب ہونے کے تقریباً آدھا پون گھنٹہ بعد ظاہر ہوتا ہے اب چونکہ امام مہدی نے چودھویں صدی ہجری میں ہی ظاہر ہونا تھا اور اپنی پوری شان کے ساتھ جیسا کہ پورا چاند اپنی شان کے ساتھ چودھویں رات کو ظاہر ہوتا ہے اس طرح سے دو باتیں عقلاً بھی ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ آپ کا ظہور مشرق کی طرف سے ہو گا اور دوسری یہ کہ چودھویں صدی میں ۔

اب میں چند علماء امت اور صلحاء کرام کے بھی حوالہ جات اس ضمن میں پیش کرتا ہوں جنہوں نے خود ہمارے اس بیان کی تائید کی ہے کہ آنے والا امام مہدی مشرق سے آئے گا اور ہندوستان میں آئے گا۔ شیعہ لٹریچر میں جن لوگوں نے کشفی طور پر امام مہدی سے ملاقات کرنے اور ان سے باتیں کرنے کا دعویٰ کیا ہے ان میں سے ایک " ابو سعید حاتم ھندی بھی ہیں جو کہ شیعہ حضرات میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں انہوں نے اپنا ایک کشف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے امام مہدی علیہ السلام سے باتیں کی ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سب باتیں ہندوستانی زبان میں ہی کی ہیں اور اپنا پورا کشف بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ " کُلّ ذٰلِکَ بِکَلَامِ الْھِنْدِ " یعنی پوری باتیں ہندوستانی زبان میں تھیں۔ [1]

---

[1] صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد صاحب الزمان جزء سوم حصہ دوم صفحہ ۳۰۴

اسی طرح سے ایک روایت اور بھی ملتی ہے جس سے آنے والے موعود کا علاقہ مشرقی جانب ہونا ثابت ہوتا ہے جب کہ ایمان دنیا سے ختم ہو چکا ہو گا۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ وَفِی الْمَجْمَعِ عَنِ الْبَاقِرِ ھُمُ الْاَعَاجِمُ وَمَنْ لَا یَتَکَلَّمُ بِلُغَۃِ الْعَرَبِ قَالَ وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَءَ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ فَقِیْلَ لَہٗ مَنْ ھٰؤُلَآءِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی کَتِفِ سَلْمَانَ وَقَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ فِی الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَآءِ [1]

یعنی آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے تحت مجمع البیان میں امام محمد باقر سے روایت ہے کہ وہ (آخرین) عجمی لوگ ہیں اور وہ عربی زبان میں گفتگو نہیں کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی تو پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں آپ نے اپنا ہاتھ سلمان (فارسی) کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے میں بھی ہو تو ان میں سے کئی آدمی اس کو پالیں گے۔ اب دیکھیں اس روایت سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ آنے والا شخص اس زمانہ میں آئے گا جب کہ ایمان دنیا سے اٹھ چکا ہو گا دوسرا یہ کہ وہ عجمی ہو گا تیسرا یہ کہ وہ اہل فارس سے ہو گا اور فارس مشرقی جانب ہے گویا کہ وہ مشرق سے ظاہر ہو گا اس طرح سے اس سے ہماری پہلے والی باتوں کی بھی تائید ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ کا آخری حصہ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ میں بھی موجود ہے۔

اب جہاں تک ہندو مذہب میں ایک مصلح کی آمد کی بات ہے تو ان کے خیالات کے مطابق اس کا آنا ہندوستان میں ہی بیان کیا گیا ہے اور کوئی بھی ایسا نشان نہیں ملتا ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ آنے والا مصلح آخر الزمان کرشن ثانی ہندوستان سے باہر آئے گا۔

اسی طرح سے سکھ مذہب میں بھی آنے والے کلکی اوتار کا ہندوستان ہی مسکن بیان کیا گیا ہے اس تعلق سے آگے چل کر تفصیل آئے گی یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ہندو اور سکھ یہ دونوں قومیں

---

[1] تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ سورۃ الجمعہ و تفسیر مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۴۲۵ و تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۵۶۵

بھی اپنے اوتار کو ہندوستان میں آنا ہی تسلیم کرتی ہیں وہ اس لئے کہ یہ مذہب اسی جگہ کی پیداوار ہیں لیکن اس جگہ میں اسلام کے علاوہ (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) عیسائی مذہب سے بھی یہ بات بیان کرتا ہوں کہ آنے والا مسیح مصلح آخرالزمان مشرق سے ہی ظاہر ہوگا تا تمام مذاہب کی رائیں یکجائی ہو جائیں۔

بائبل میں قدیم سے ایک پیش گوئی موجود ہے عربی بائبل میں اس طرح سے ہے

أُنْصِتِي إِلَيَّ أَيَّتُهَا الْجَزَائِرُ لِتَجَدَّدِ الْقَبَائِلُ قُوَّةً لِيَقْتَرِبُوا ثُمَّ يَتَكَلَّمُوا لِنَتَقَدَّمْ مَعًا إِلَى الْمُحَاكَمَةِ مَنْ أَنْهَضَ مِنَ الْمَشْرِقِ الَّذِي يُلَاقِيهِ النَّصْرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ [1]

یعنی اے جزیرو! خاموش رہو اور امتیں از سر نو قوت حاصل کریں اور نزدیک آکر عرض کریں اور ہم مل کر عدالت کے لئے نزدیک ہوں کسی نے سے اسکو برپا کیا کہ وہ جس کے قدم مدد آکر چومتی ہے۔

اردو بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یہ عبارت اس طرح سے درج ہے کہ

"اے بحری ممالک میرے آگے چپ ہو رہو اور قومیں جو ہیں وہ سر نو زور پیدا کریں وہ نزدیک آئیں تب عرض کروں آؤ ہم ایک ساتھ محکمے میں داخل ہوں کس نے اس راستباز کو پورب (مشرق) کی طرف سے برپا کیا۔[2]

اس کی تائید ایک اور جگہ سے بھی ملتی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

"اور جو کہتا ہوں میری مصلحت قائم رہے گی اور میں اپنی مرضی کو پورا کروں گا جو عقاب کو پورب سے اس شخص کو جو میرے ارادے کو تمام کرے گا ایک بعید ملک سے بلاتا ہوں میں ہی نے یہ کہا اور میں اس کا انجام دوں گا میں نے اس کا ارادہ کیا اور میں ہی اسے پورا کروں گا۔[3]

اسی طرح سے انجیل میں لکھا ہے کہ

---

[1] عربی بائبل یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۱/۱-۲ مطبوعہ ۱۸۷۱ء آکسفورڈ۔ [2] یسعیاہ اردو ایڈیشن ۱۹۰۸ء ۴/۱-۲
[3] یسعیاہ باب ۴۶/۱۰-۱۱

"جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا[1]

الغرض عیسائیت کی کتب میں بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی مشرق کی طرف سے ہوگی تحریر ہے جیسا کہ اسلامی کتب میں اس بات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اسی طرح یسعیاہ میں تحریر ہے کہ

"تو مت ڈر کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں تیری نسل کو پورب سے لے آؤں گا اور پچھم سے تجھے فراہم کروں گا میں اتر سے کہوں گا کہ دے ڈال اور دکھن سے کہ مت رکھ چھوڑ[2]

اس روایت کی تائید کرتی ہوئی ایک روایت شیعہ حضرات کے لٹریچر میں بھی ملتی ہے جیسا کہ حضرت علیؓ کی ایک روایت ہے کہ

رَجُلٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ یَظْهَرُ بِالْمَشْرِقِ وَ تُوجَدُ رِیْحُهَا بِالْمَغْرِبِ کَالْمِسْکِ یَسِیْرُ الرُّعْبُ اِمَامَهَا بِشَهْرٍ[3]

یعنی آل محمد سے ایک مرد مشرق سے ظاہر ہوگا اور اس کی ہوا کستوری کی طرح مغرب میں پھیل جائے گی اور ایک ماہ اس کے آگے رعب چلتا ہوگا۔ الغرض تمام پیش گوئیاں جو آنے والے مصلح کے بارے میں مختلف کتب میں پائی جاتی ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ آنے والا مصلح مشرق کی طرف سے ہی ظاہر ہوگا اور پھر ہندوستان کا لفظ اس میں شامل کر کے علاقہ اور ملک کو یقینی طور پر متعین کر دیا ہے۔

امام مہدی کے آنے کی جگہ کی بھی اسی طرح سے نشان دہی ملتی ہے جس طرح سے ان کے آنے کے علاقہ اور ملک کی نشاندہی کی گئی ہے اگرچہ بعض روایات ایسی بھی پائی جاتی ہیں کہ امام مہدی تحطان میں پیدا ہوں گے یا پھر یہ کہ خراسان سے آئیں گے۔ لیکن ان کے مقابل پر وہ روایات زیادہ واضح ہیں کہ آنے والا مسیح مشرق سے اور ہندوستان سے آئے گا اور پھر ان حوالہ جات کے بعد کوئی شک کی بات باقی نہیں رہتی ہے۔ اس ضمن میں ایک اور حوالہ بھی درج کرتا ہوں کہ

"سبحۃ المرجان" اور آزاد بلگرامی میں ہے کہ علامہ سیوطی۔ ابن جریر۔ حاکم۔ بیہقی اور ابن عساکر

---

[1] متی باب ۲۴/۲۷ [2] یسعیاہ باب ۴۳/۵-۶ ۔ [3] بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۷۳

کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

سب سے پاکیزہ اور خوشبو دار مقام ہندوستان ہے کیونکہ یہاں آدم اترے اور یہاں کے درختوں میں جنت کی خوشبو کا اثر ہے۔ اس کے علاوہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ربّانی خوشبو آتی ہے۔[1]

اب میں چند حوالے ایسے درج کرتا ہوں جن میں امام مہدی کے ظاہر ہونے والی بستی تک کا نام موجود ہے جیسا کہ جواہر الاسرار میں درج ہے کہ

یَخْرُجُ الْمَهْدِی مِنَ الْقَرْیَةِ یُقَالُ لَهَا کَدْعَةُ[2]

یعنی امام مہدی ایسی بستی سے خروج کرے گا جس کا نام کدعہ ہوگا۔ بالکل یہی روایت ہم کو بحار الانوار میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے کہ جس میں سوائے آخری لفظ کے کوئی تبدیلی نہیں اور اس کے بارے میں بھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کدعۃ کی جگہ کرعۃ لکھا گیا ہے جیسا کہ درج ہے کہ

"عَنْ عبداللہ ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْرُجُ الْمَهْدِیُ مِنْ قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا کَرعۃ"[3]

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ امام مہدی کرعہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا۔

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جن کو سکھ اپنا گرُو تسلیم کرتے ہیں اس مصلح آخر الزماں کے بارہ میں پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا

"تاں مردانے پچھیا گرو جی! بھگت کبیر جیسا کوئی اور بھی ہوئیا اے؟ سری گرو نانک جی آکھیا مردانیاں! اک جٹیا ہوسی پر اساں توں پچھے سو برس تو بعد ہوسی۔ پھر مُردانے پچھیا جی کیڑے تھائیں اتے ملک وچ ہوسی؟ تاں گرو جی نے اکھیا مردانیاں! وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی![4]

یعنی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ سے مردانے نے جو کہ آپ کا ایک شاگرد تھا پوچھا کہ

---

[1] ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک از سید صباح الدین عبد الرحمٰن ایم اے مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۸ء۔

[2] جواہر الاسرار صـ۵۶۔ [3] بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۲۳۔ [4] جنم ساکھی بھائی بالا وڈی ساکھی صـ۲۵۱ مطبع سفید عام پریس منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز۔

کبیر جیسا کوئی اور بھی ہوا ہے تو بابا نانک رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہماری گریائی کے سو برس کے بعد ہو گا اور وہ ایک زمیندار کا بیٹا ہو گا پھر انہوں نے سوال کیا کہ کس ملک اور جگہ میں ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بٹالہ کی تحصیل میں ہو گا بٹالہ پنجاب میں واقع ہے جس کا ضلع گورداسپور ہے۔

بالکل اس سے ملتی جلتی ہی ایک روایت اسلامی لٹریچر میں بھی پائی جاتی ہے اور یہ روایت ابو داؤد کی ہے

عن علی قال قال رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَخرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَآءِ النَّھَرِ یقال لہ الحارث حراث علی مقدمۃ رجل یقال لہُ منصور یوطن ویمکن لِاٰل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَبَ علی کل مومن نصرہُ او قال اجابتہُ۔[1]

یعنی حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص نہر کے پیچھے سے نکلے گا جس کو حراث کے نام سے یاد کیا جائے گا (یعنی ممیز زمیندار ہو گا) (جیسا کہ گورو نانک رحمۃ اللہ کی بیان کردہ پیش گوئی میں جیٹیاں کے الفاظ آئے ہیں جو کہ زمیندار کو کہا جاتا ہے) اور وہ ایک جماعت کا سردار ہو گا اس کا نام منصور ہو گا وہ آل محمد کو اسی طرح سے تمکنت بخشے گا جس طرح آنحضرت صلعم نے قریش کو تمکنت بخشی تھی ہر ایک مومن کے لئے واجب ہے کہ وہ اس کی مدد کرے یا فرمایا کہ اس کو قبول کرے۔

امام مہدی کے بارہ میں مختلف کتب میں جو پیش گوئیاں ہوئی ہیں ان میں سچے امام مہدی کی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی ہیں اور مندرجہ بالا بحث سے موٹی موٹی مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ امام مہدی چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہو گا۔

۲۔ امام مہدی سلمان فارسی کی قوم میں سے ہو گا۔

۳۔ امام مہدی آل محمد صلعم سے ہو گا اور آپ بنی فاطمہ میں سے ہوں گے۔

---

[1] بحوالہ حاشیہ ازالہ اوہام ص۱۴۵

۴۔ امام مہدی دمشق کے مشرق سے ظاہر ہو گا۔

۵۔ امام مہدی ہندوستان سے آئے گا۔

۶۔ امام مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہو گا۔

۷۔ امام مہدی آنحضرت صلعم کا امتی ہو گا۔

۸۔ امام مہدی کا نام احمد ہو گا۔

۹۔ امام مہدی ایک زمیندار کا بیٹا ہو گا۔

۱۰۔ امام مہدی بٹالہ کی تحصیل میں آئے گا۔

۱۱۔ امام مہدی کا نام مسیح ابن مریم بھی ہو گا۔

۱۲۔ امام مہدی میں تمام انبیاء کا عکس پایا جاتا ہو گا کیونکہ آپ آنحضرت صلعم کے ظلّ ہیں جو جامع جمیع کمالات انبیاء تھے۔

۱۳۔ امام مہدی کی ایک جماعت ہو گی جو کہ ان کے ساتھ مل کے جہاد کرے گی۔

۱۴۔ امام مہدی خون نہیں بہائے گا۔

۱۵۔ امام مہدی عجمی ہو گا وغیرہ ہم انشاء اللہ آگے چل کر ان تمام باتوں پر نظر غور ڈالیں گے اور جائزہ لیں گے کہ کیا کوئی ان تمام باتوں کا مصداق ہے یا نہیں؟ اور کیا ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔

مصلح آخرالزماں کا انتظار و آمد

گذشتہ بحث سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تمام مذاہب کی کتب میں مصلح آخرالزماں کے آنے کے بارہ میں پیش گوئیاں موجود ہیں اور پھر علاقہ کے ساتھ ساتھ اس کے زمانہ کی تعین اور علاقہ کی نشاندہی تک بیان کر دی گئی ہے اس لئے ضروری تھا کہ وہ زمانہ جو ان کی کتب میں پائی جانے والی پیش گوئیوں کے مطابق ہے جب آتا تو سب اپنی اپنی زبان میں اس کے راگ الاپتے

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ جب تک اس کی آمد کی نشانیاں پوری نہ ہوئیں تھیں اور ان کے مطابق وہ زمانہ نہ آیا تھا تو کوئی بھی قوم اس مصلح کی آمد کے گیت نہ گاتی تھیں۔ لیکن جب زمانہ آیا اور اس کے نشان ظاہر ہونے لگے تو ہر قوم نے اس مصلح کی انتظار شروع کر دی اور پھر اس قدر شوق اس کے ظہور کا ظاہر کیا کہ اس کی مثال سابقہ زمانوں میں پائی نہ جاتی۔ اس انتظار کے موضوع کو لے کر مصنف کتاب بہار انقلاب نے کافی کچھ لکھا ہے اور ایک الگ سے عنوان باندھ کر بحث کی ہے اور مسلمانوں اور عام دنیا کی حالتِ ابتری کو خود بھی انہوں نے بیان کیا ہے اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ

"گذشتہ بیانات سے یہ بات روشن ہو گئی کہ دنیائے بشریت کی حالت کو سدھارنے کے لئے ایک عالمگیر مصلح کا انتظار ایک فطری امر ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات میں چور دروازے سے داخل نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ ایک خالص اسلامی عقیدہ ہے اور یہ ان قطعی اور مسلم الثبوت مسائل میں سے ہے جن کو خود رسول اکرم صلعم نے بیان فرمایا ہے تمام اسلامی فرقے اس مسئلہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں نیز اس سلسلے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں وہ تواتر کا درجہ رکھتی ہیں اس مسئلہ کے متعلق اس طرح کی خلاف حقیقت باتیں صرف وہی حضرات کرتے ہیں جن کی معلومات محدود ہیں یا وہ مستشرقین جو دور ہی سے بیٹھے بیٹھے وہم و گمان کی بنیاد پر اظہار خیال کرتے ہیں۔

تو آئیے اب یہ دیکھیں کہ اسلامی معاشرے کی موجودہ حالت میں اس انتظار کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں[1]"

اس حوالہ سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس موضوع پر انہوں نے بڑی سیر کن بحث کی ہے اسی طرح سے اس انتظار کے فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے ایک دوسری کتاب میں یوں لکھا ہوا ہے کہ

"مہدی عجم کے قیام اور انقلاب کی آرزو اور مقصد اسلامی سماج کا ایک عظیم فلسفہ ہے یہ عظیم تمنا اس سے قطع نظر کہ یہ ایک ایسی فکر ہے جو نہ صرف سرگرم عمل بھی رکھتی ہے اور مستقبل کے لئے

---

[1] بہار انقلاب صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸

راہیں بھی کھولتی ہے بلکہ ایک نہایت مناسب آئینہ ہے جس سے اسلامی آرزو اور مقاصد کو بخوبی پہچانا جاسکتا ہے۔" [1]

اس جگہ میں شدت انتظار اور مسلمانوں کی ابتری کے چند ایک نمونے پیش کرتا ہوں جس سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ لوگوں کو شدت کی پیاس ہے اور وہ اس آب حیات کے لئے تڑپ رہے ہیں جو زندگی بخش ہے یہ تو ایک معمولی سی بات ہے کہ جب برسات کا موسم آتا ہے اور بارش پھر بھی نہ ہو تو لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے وہ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اپنی بے چینی کا اظہار کرتے ہیں حتیٰ کہ خدا کی رحمت جوش مارتی ہے اور ابر رحمت برستے ہیں اسی طرح سے اس مصلح کی آمد زمانہ کے ساتھ ہی اس بے چینی اور قلق کا اظہار تمام دنیا نے کیا اس بات کو بیان کرتے ہوئے مصنف کتاب بہار انقلاب لکھتے ہیں کہ "خلاصہ یہ کہ ضرورت ہے کہ پوری بشریت پیاسی ہو اور جب تک اس کو پیاس نہیں لگے گی یہ پانی کے چشموں کی تلاش میں نہیں نکلے گی۔" [2]

اس جگہ میں چند حوالے پیش کرتا ہوں جس سے بشریت کے پیاسے ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اسلام کی حالت غیر کے اعلان کا اظہار ہوتا ہے۔ مولوی شکیل احمد صاحب سہسوانی لکھتے ہیں۔

دین احمد کا زمانے سے مٹا جاتا ہے نام — قہر ہے یہ میرے اللہ یہ ہوتا کیا ہے

کس لئے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوئے — دیر عیسیٰؑ کے اترنے میں خدایا کیا ہے

عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجھ پر سب حال — کیا کہوں ملت اسلام کا نقشہ کیا ہے

رات دن فتنوں کی بوچھاڑ ہے بارش کی طرح — گر نہ ہو تیری صیانت تو ٹھکانا کیا ہے [3]

جہاں تک مسلمانوں کی دیگر گوں حالت کا ذکر ہے تو وہ تمام پر روشن ہے کہ وہ تمام باتیں جو اُمت پر وارد ہونی تھیں ہو چکیں اور خود علماء نے اسلام کے مٹ جانے کا اقرار اپنی قلم اور زبان سے کر دیا شیخ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں ؎

"رہا دین باقی نہ اسلام باقی — ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی"

---

[1] قیام وانقلاب مہدی ص۲۴۔ [2] بہار انقلاب ص۲۲۷
[3] الحق الصریح فی حیات المسیح ص۱۳۳ مطبوعہ ۱۳۰۹ ھجری۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں

اے خدائے دوجہاں مسلم کو پھر مسلم بنا پھر یہ منوادے کہ مسلم کا کوئی ثانی نہیں

اپنی پامالی کا یارب ہم کو خود ہے اعتراف ہم مسلمان ہیں مگر ہم میں مسلمانی نہیں

ایک جگہ لکھتے ہیں

شور ہے ہو گئے مسلماں دنیا سے نابود ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود[1]

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں

"سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن بالکل اٹھ چکا ہے فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں۔[2]

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی لکھتے ہیں

"اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجد ظاہر میں تو آباد لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں اور انہی کے اندر پھیر کر جاتے ہیں۔[3]

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں۔

"مشکوۃ ص۳۰ میں حضرت علی سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن رسم فقط اس وقت مولوی آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے سارا فتنہ انہی کی طرف سے ہوگا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کل وہی زمانہ آگیا ہے۔"[4]

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں۔

"ان میں سے کوئی نحوست اور ہلاکی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجے تک اس امت میں نہ

---

[1] بانگ درا جواب شکوہ۔ [2] الحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء ص۶۔ [3] اقتراب الساعۃ ص۱۷
[4] اخبار اہلحدیث ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء۔

پھیل چکی ہو۔ اہل کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب اٹھائے حتیٰ کہ لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْہُ کا وقت بھی گذر چکا ہماری جانیں اور ہماری روحیں اس صادق و مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ سچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہو گئے اور دینِ توحید کا دعویٰ کرنے والوں نے بت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کر لیں اور جس لات اور عزیٰ کی پوجا سے دنیا کو نجات دلائی گئی تھی اس کی پوجا پھر سے شروع ہو گئی۔[1]

مندرجہ بالا حوالہ جات کسی تبصرے کے محتاج نہیں ہیں یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعینہٖ تصویر ہے جو کہ اردو زبان میں کھینچ دی گئی ہے اب مسلمانوں کو جب خود اس برے زمانے کا اقرار ہوا تو اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ بھی یاد آیا کہ مسلمانوں کی اس ابتری کی حالت کو امام مہدی نے ہی دور کرنا ہے اور جب ابتری کمال کو پہنچ گئی تو اس زمانہ میں ہی امام مہدی نے بھی آنا ہے اور مسلمانوں کے جو آگے میں اقوال لکھوں گا وہ اس بات کے مصدق ہوں گے کہ وہ رسول صاحب جس نے اس ابتری کی پیش گوئی فرمائی تھی وہ ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گی اسی نے ہی اس زمانہ میں امام مہدی کے ظاہر ہونے کے بارہ میں بھی پیش گوئی فرمائی تھی جو کہ ضرور پوری ہوتی ہے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے امام مہدی کی انتظار کو یوں بیان کیا ابوالخیر نواب نورالحسن خان صاحب نے ۱۳۰۱ہجری میں لکھا۔

" امام مہدیؑ کا ظہور تیرہویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا مگر یہ صدی پوری گذر گئی تو مہدی نہ آئے اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں۔"[2]

جناب نواب صدیق حسن خان صاحب والی بھوپال نے تحریر فرمایا کہ

" ایں بندہ حرص تمام دارد کہ اگر زمانہ حضرت روح اللہ سلام اللہ علیہ را دریابم لال

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۷۵ مولانا ابوالکلام آزاد۔ [2] اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱

کسے کہ ابلاغ سلام نبوی کند من باشم۔"[1]

یعنی یہ بندہ اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ اگر اس میرے زمانہ میں روح اللہ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں تو میں سب سے پہلے ان تک پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں

فخر ہند جناب مرزا رفیع سودا جن کی وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی وہ اپنی خواہش کا اظہار امام مہدی کے تعلق سے اس طرح کرتے ہیں۔

سودا کو آرزو ہے کہ جب تو کرے ظہور — اس کی یہ مشت خاک ہو تیری صف نعال[2]

اسی طرح حکیم مومن خاں مومن جو کہ حضرت سید احمد بریلوی کے درباری شاعر تھے اپنی خواہش کا اظہار اس طرح پر کرتے ہیں

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومن — تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

خواجہ حسن نظامی اپنے خیالات کا اظہار اس طرح پر کرتے ہیں

"امام آخرالزماں یعنی امام مہدی کا ظہور ان کے (اہل مصر کے) عقیدے میں بہت جلد ہونے والا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنے والے ہیں"۔[3]

اب تک جو بھی حوالہ جات امام مہدی علیہ السلام کے انتظار کے سلسلہ میں پیش کئے گئے ہیں یہ مختلف فرقہ ہائے اسلام کے علماء اور عوام الناس پر مشتمل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خاکسار یہ مناسب خیال کرتا ہے کہ مخصوص طور پر شیعہ حضرات کے خیالات کو بھی اس جگہ پیش کیا جائے تاکہ آئینہ میں اپنا چہرہ بھی سامنے آجائے۔ میرے خیال میں امام مہدی کے انتظار کے سلسلہ میں جس قدر حوالہ جات شیعہ لٹریچر میں ملتے ہیں دوسروں میں نہیں پائے جاتے اس جگہ پر ان تمام حوالہ جات کے لکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا تاہم چند کا ذکر مناسب خیال کرتا ہوں۔

الشیخ علی اصغر ابہروجردی کی کتاب میں آیت کریمہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "ایں آیت شریفہ دلالت بر ظہور مہدی عجل اللہ فرجہ بالاشارہ میکنہ۔۔۔

---

[1] حجج الکرامہ ص ۴۴۹ مطبوعہ ۱۲۹۱ ہجری۔ [2] کلیات سودا ص ۲۶۴ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۲ء
[3] شیخ سنوسی اور ظہور آخرالزماں ص ۷۔

و تا بحال کہ ہزار و دویست و ہفتاد و پنجسال کہ از ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذرد دینِ او غالب بر ہمہ دینہا نشدہ است۔"

اسی طرح لکھتے ہیں کہ

"پس باید خداوند بزرگی از اہل اسلام و آل محمدؐ برانگیزند تا آنکہ دینہا را بیک دین محمدیہؐ برگرداند و سائر ادیان را از میاں بردارد۔۔۔ والا باید کذب لازم بیاید بر خدا و قول بایں کفر است۔"[1]

یعنی خدا تعالیٰ مہدی کو جلدی بھیجے یہ آیت اس کے ظہور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ابھی تک کہ ہجرت نبویؐ پر ۱۲۷۵ سال گذر گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب دینوں پر غالب نہیں آیا۔ چاہیے کہ خدا تعالیٰ اہل اسلام اور آل محمدؐ سے کسی بزرگ انسان کو کھڑا کر دے تاکہ سب دینوں کو یکجا کر کے دینِ محمدی پر لے آئے اور تمام دینوں کو درمیان سے اٹھائے ورنہ خدا پر جھوٹ لازم آتا ہے اور ایسا کہنا کفر ہے۔

جناب عامر بن عامر بصری کہتے ہیں۔

اِمَامَ الْھُدیٰ مَتیٰ اَنْتَ غَائِبٌ　　فَمُنَّ عَلَیْنَا یَا اَبَانَا بِاَوْبَۃٍ[2]

یعنی اے امام ہدایت (یعنی امام مہدیؑ) تو کب تک غائب رہے گا۔ ہم پر اپنا ایک ظہور کر کے احسان کر۔

اسی طرح سے شیعہ حضرات یہ دعا کرتے ہیں

عَجِّلْ فَرَجَہٗ وَاَمْکِنْہُ مِنْ اَعْدَآئِکَ

وَاَعْدَاءِ رُسُلِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ[3]

یعنی اے خدا مہدی کو جلد ظاہر فرما اور اسے اپنے اور اپنے رسولوں کے دشمنوں پر غلبہ عطا کر۔

---

[1] نور الانوار صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰۔ [2] الصراط السوی حصہ اول صفحہ ۳۲۷۔ [3] غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ از علامہ سید علی

اسی طرح کتاب "قیام و انقلاب مہدی" مصنفہ استاد شہید مرتضیٰ مطہری کے آخر میں درج ہے کہ

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ خُرُوْجَ وَلِیِّکَ الْقَائِمِ الْمَھْدِی [1]

یعنی اے خدا تو ہم پر اپنے ولی القائم امام مہدی علیہ السلام کو جلد ظاہر فرما۔ سید عبدالحی صاحب الہ آباد ۱۳۰۱ھ ہجری کی چھپی کتاب "حدیث الغاشیہ" کے صفحہ ۳۴۹ پر لکھا ہے۔ "زلزلے، خون اور سخت فتنے علاماتِ ظہور مہدی ہیں"۔ نیز لکھا ہے "اسی طرح اس سال آخیر صدی سیزدھم و آغاز سال چہاردہم ہجری میں بہت سے زلزلے آئے بلاد مختلفہ میں ظاہر ہوئے۔ آیات ارض و سماوی و آفات کونی و مکانی بکثرت واقع ہوئے یہ سب آفات و آیات و زلازل علامتِ قرب قیامت ہیں"۔ [2]

اسی طرح سے علامہ علی اصغر بروجردی نے امام مہدی کے ظہور کی علامات کے بارے میں لکھا ہے کہ "تمام بکمال پوری ہو چکیں"۔ [3]

سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک اشتہار بعنوان "مژدہ ذکر احوال حضرت صاحب الامر" شائع ہوا جو ماہنامہ تشحیذ الاذہان جولائی ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۷ پر نقل کیا گیا اس میں لکھا ہے کہ

"امسال ۱۳۳۹ھ ہجری دہم، محرم کو جمعہ تھا... عجب نہیں کہ اسی رجب میں یا آئندہ آسمان سے وہ صدائیں آئیں جن کا منشا یہ ہوگا کہ خلیفۃ اللہ مہدی ابن حسن ہیں تم کس چیز میں جھگڑتے ہو۔ [4]

الصراط السوی فی احوال المہدی مطبوعہ ۱۳۳۶ھ ہجری میں شیخ عطارؒ کی طرف منسوب دو شعر شائع ہوئے جو یہ ہیں

صد ہزاراں اولیائے روئے زمین — از خدا خواہند مہدی را یقین

یا الٰہی مہدیم از غیب آر — تا جہاں عدل گردد آشکار [5]

---

[1] قیام و انقلاب مہدی صفحہ ۹۱۔ [2] حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۱۸۔ [3] نور الانوار صفحہ ۳۹
[4] امام مہدی کا ظہور از محمد اسد اللہ کاشمیری صفحہ ۲۰۴۔ [5] الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ ۱۳۳۶ھ ہجری

یعنی روئے زمین کے لاکھوں اولیاء یہ یقین رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ امام مہدی کو بھیجیں یا الہیٰ میرے مہدی کو غیبت سے جلد ظاہر فرما تا دنیا عدل اور انصاف پر قائم ہو جائے۔

مولوی سید محمد سبطین صاحب نے ۱۳۳۶ھ ہجری میں کہا۔

بیا اے امامِ صداقت شعار — کہ بگذشت از حد غم انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن حجاب — عیاں ساز رخسار چوں آفتاب
بروں آئید از منزل اختفا — نمایاں کن آثار مہر و وفا[1]

خاکسار نے یہ وہ حوالہ جات پیش کئے ہیں جن کا تعلق تیرہویں صدی یا چودھویں صدی سے تھا لیکن جہاں تک حال کے انتظار کا تعلق ہے تو ایسے حوالے بھی بے شمار ہیں کہ فی زمانہ امام مہدیؑ کی خاص ضرورت ہے تا دین اسلام دیگر ادیان پر غالب ہو اور چونکہ مصنف کتاب بہار انقلاب نے بھی اس قسم کا ایک الگ مضمون باندھا ہے اس لئے اب اس موضوع پر زیادہ تحریر نہیں کروں گا لیکن جہاں تک غیر اقوام میں بھی مصلح آخرالزماں کی آمد کے بارے میں پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں ان میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں۔

مصلح آخرالزماں کی آمد کے بارے میں جس قدر مسلمانوں میں اشتیاق پایا جاتا رہا ہے اس سے کہیں زیادہ عیسائی حضرات کو مسیح کی آمد ثانی کا رہا ہے اور عیسائی سکالرز نے کئی مرتبہ اس کی آمد کے اندازے لگائے اور شائع کئے کہ مسیح کی آمد ثانی اس وقت تک ضروری ہے اس تعلق سے ایک عیسائی مسٹر جے ایچ میور لکھتے ہیں۔

"ہمیں نجات دہندہ کی ضرورت ہے ہاں ایسے نجات دہندہ کی جو ہمیں ان بیڑیوں سے آزاد کر دے جس میں ہم بچپن سے ہی جکڑے جاتے ہیں۔"[2]

بائبل میں موجودہ پیش گوئیوں کے مطابق عیسائی علماء نے ۱۸۶۸ء کو مسیح کی آمد ثانی کا سال قرار دیا تھا پھر اس کو بدل کر ۱۸۷۳ء کر دیا گیا جس کا ذکر "ہزار سالہ سلطنت مسیح"

---

[1] غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۸۲ و الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ ۳۶۳
[2] کتاب علم الاخلاق اور تعلیم صفحہ ۹

کتاب میں موجود ہے جب یہ تاریخ بھی گذر گئی تب مسٹر آئیل بی نے ایک کتاب شائع کی "THE APPIONTED TIME" اور اس میں ۱۸۹۸ء کو مسیح کی آمد ثانی کا سال بتایا الغرض عیسائی لٹریچر میں بھی مسیح کی آمد ثانی کا بڑی شدت سے انتظار پایا جاتا ہے جو کہ کسی تبصرے کا محتاج نہیں۔ ایک عیسائی اسکالر لکھتے ہیں۔

"ہمیں معلم بھی چاہئے اور پیغمبر بھی.... غالباً ہمیں ایک مسیح کی ضرورت ہے"۔

اس کے علاوہ کتاب ہبز گلوریس ایپیرنگ مطبوعہ لندن ساری کتاب میں اور رسالہ کرائٹس سیکنڈ کمنگ مطبوعہ لندن نمبر ۱۵ اور رسالہ دی کمینگ آف دی لارڈ مطبوعہ لندن صفحہ ۱ میں مسیح کی آمد کے بارہ میں یہ عبارات درج ہیں ان کا صرف اردو ترجمہ دیا جاتا ہے۔

"اب عنقریب دنیا میں ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے چاروں طرف سے اس کے واسطے نشان جمع کئے جا رہے ہیں ایسے نشان کے زمانے نے اس قسم کے پہلے کبھی نہیں دیکھے نہ دنیا کی تواریخ میں اس کی مثال ملتی ہے اور نہ کلیسا کی تاریخ میں اس واقعہ عظیمہ کے وقوعے پر دنیا اور مذہب ہر دو میں ایک تغیر عظیم پیدا ہوگا۔

وہ واقعہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دوبارہ آنے کا ہے قوت اور جلال کا آنا۔

کیا کوئی عقل والا اس بات میں شک کر سکتا ہے کہ یہ نشانات بلا ریب یقیناً اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ انجام آیا کھڑا ہے"۔

۲۔ "نشانات پورے ہو گئے ہیں وہ پشت آگئی ہے مسیح کا آنا بہت ہی قریب ہے کیا ہی شان و شوکت اور جلال کا وقت آتا ہے۔

۳۔ "کس قدر یہ خیال بھی بعض لوگوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے کہ جو لوگ مسیح کے جلد آنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ لوگوں کو ڈراتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو خود بڑا استاد یسوع مسیح اس تعلیم کے دینے میں سب سے اول نمبر پر ہے اور ہم اس بات کو اوپر ثابت کر چکے ہیں"۔

الغرض عیسائی حضرات نے بھی چودھویں صدی ہجری کو ہی مسیح کی آمد ثانی کا زمانہ بیان

کیا ہے اور انتظار میں تھے کہ آج آتا ہے کل آتا ہے اور اس بات کا انتظار کرتے کرتے ہی آج ایک صدی ختم ہو چکی ہے اور دوسری صدی جا رہی ہے۔

اب جہاں تک ہندوؤں میں مصلح آخر الزماں کا انتظار کرنے کا سوال ہے تو اس بات کا اظہار مندرجہ ذیل حوالہ سے ہو جاتا ہے ہندو کے مشہور اخبار تیج نے لکھا

"بھگوان کرشن کے جنم کی مہابھارت کے زمانہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔۔ گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئیں ان کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی لیکن بیسویں صدی میں سوشیل زوال اور پولیٹکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا ہے اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آج کل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ جنم لو دنیا سے ناپاکی دور کرو دھرم پھیلاؤ"۔[1]

اخبار انڈین کلکتہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء نے لکھا

"آج کل کا زمانہ نیچ حیوانی زندگی کا نمونہ ہے۔۔۔ اور جگ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مکتی کے لئے ایک اوتار کے آنے کی آرزو کر رہا ہے"![2]

جناب لالہ رام رکھا مل صاحب برق تحریر کرتے ہیں

ڈھونڈتے ہیں ہند کے دن رات تجھ کو مرد و زن پھر ترستے ہیں تیرے دیدار کو اہل وطن
پھر مئے عرفان پلا دے ساقئ بزم کہن خون دل سے سینچ دیں تا بادہ کش اجڑا چمن
برق دل میں ہندوؤں کے بھر چکا ایسی لگن[3]

اسی طرح ایک ہندو صاحب نے موعود اقوام عالم کی آمد کے بارے میں یہ تحریر کیا

نہہ کلنک اوتار آ اے امام دو جہاں منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح تو شہ سکان بستی تو شہنشاہ طیور[4]

اس جگہ میں نے یہ چند حوالہ جات ہندو صاحبان کے درج کئے ہیں اور ان حوالہ جات سے

---

[1] تیج اخبار دہلی ۱۸ اگست سنہ ۱۹۳۰ منقول از الامان دہلی ۲۳ اگست سنہ ۱۹۳۰ء۔ [2] اخبار انڈین کلکتہ ۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء
[3] پرتاپ کا کرشن نمبر ۱۱ اگست سنہ ۱۹۲۵ ص ۳۲۔ [4] از پریتم ضیائی اخبار دیہ بھارت لاہور کرشن نمبر اگست سنہ ۱۹۳۷ ص ۱۶

بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ہندو بھی اس نہہ کلنک اوتار کا کس شدت سے اور شوق سے انتظار کر رہے ہیں جیساکہ اوپر بیان کیا گیا دنیا کے تمام مذاہب والوں کی بھی یہی حالت تھی اور خدا سے دعائیں کرنے میں مصروف تھے اور اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ واقعی یہی چودھویں صدی ہی تھی جس میں اس مصلح کی آمد ضروری اور قطعی تھی اور بعض بزرگوں نے تو خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس زمانہ کو جو چودھویں صدی کے آغاز کا زمانہ تھا مسیح و مہدی معہود علیہ السلام کی آمد کا قطعی اعلان بھی کر دیا اور اپنے بعض کشوف و الہامات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔

ایک مشہور ملہم حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیش گوئی کی تھی کہ

"ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم ہو گئی"[1]

اس روایت کو آپ ہی کے ایک دوست جناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دار نہر نے کئی جگہ بیان کیا ہے اس حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نور جس کی تمام دنیا انتظار کر رہی تھی وہ آسمان سے عین اسی زمانہ میں نازل ہو چکا تھا لیکن اس کا ظہور ابھی منظر عام پر نہ آیا تھا اور جگہ کی تعیین بھی کی کہ وہ نور قادیان کی طرف نازل ہوا جو کہ پنجاب کا ایک گاؤں ہے اس کے علاوہ ایک بہت ہی بزرگ شخص حضرت صوفی احمد جان صاحب تھے جو لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید بھی تھے اور یہ جانتے تھے کہ یہی زمانہ امام مہدی کی آمد کا ہے اور اپنے بعض کشوف کی بناء پر ان کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی ہیں لیکن آپ نے خود اس بات کا اعلان نہ فرمایا تھا ایک دفعہ آپ نے ایک قصیدہ تحریر فرمایا اس میں لکھتے ہیں۔

"ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے"[2]

---

[1] ازالہ اوہام ص ۴۹۷۔ [2] تاریخ احمدیت

اوصاف فریدی میں ایک واقعہ درج ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف کے سامنے ایک دفعہ حافظ گموں نامی ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ کہنے کا آغاز کیا ہی تھا کہ آپؒ اس پر برس پڑے اور فرمایا

" اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند

آنچناں نیست کہ در دلہاء مردم نشستہ است

چہ عجیب باشد کہ ہمیں مرزا صاحبؑ قادیانی مہدی باشد [1]

یعنی مہدی کی صفات پوشیدہ و پنہاں ہیں وہ نہیں جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں یہ کون سی تعجب کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ہی مہدی ہوں۔

کثیر التعداد حوالہ جات میں سے جو چند حوالے درج کئے گئے ہیں یہ خود ہی اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ آنے والے امام مہدی کے لئے ایک وقت مقرر تھا اور تمام مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے اپنے خیال میں ایک مصلح کی آمد کے راگ الاپے اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے فطرت کی آواز تھی کیوں کہ جب کسی شخص کو پانی کی پیاس ہو اور وہ اس جگہ پر بھی پہنچ جائے جہاں سے ملے اپنی پیاس بجھانے کی امید ہو لیکن پانی کو نہ پائے تو ایسے شخص کی کیا حالت ہوتی ہے وہ اس پانی کے حصول کے لئے بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے اور ہر وقت اسی کے حصول کی پکار کرتا ہے بالکل اسی طرح سے تمام قومیں جب اس دور میں داخل ہوئیں کہ جس میں اس مصلح نے آنا تھا تو سب نے اس کو پکارنا شروع کیا اور اپنے اپنے رنگ میں اس کی آمد کے انداز اور طریق مقرر کئے۔ اس جگہ میں ایک بات آپ کے غور کے لئے لکھتا ہوں کہ اے مصلح آخرالزماں کی انتظار کرنے والو! اس بات میں غور کرو کہ وہ بزرگ اور علماء اللہ اور انبیاء علیہ السلام جنہوں نے امام مہدی مصلح آخرالزماں کی آمد سے قبل ہی مختلف قسم کے نشانات ظاہر ہونے کی پیش گوئی کی تھی اور وہ تمام کی تمام پیش گوئیاں پوری ہو گئیں اور تم خود اور تمہارے عالم اس بات پر گواہ ہیں اور

---

[1] ارشادات فریدی جلد ۳ صفحہ ۱۲۳

اپنی تحریروں میں ان گواہیوں کو محفوظ کر گئے انہوں نے ہی مصلح آخر الزماں کی آمد کے بارے میں بھی پیش گوئیاں کی تھیں اور وقت کی تعین کی تھی اور ایک حد بندی قائم کی کہ اس مصلح کی آمد اس وقت تک معین ہے کہ چودھویں صدی میں ہی اس کا ظہور ہو گا کیا یہ ایسا ممکن ہے کہ تم ان کی طرف جھوٹ منسوب کر دو کہ ان کی یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی کیا یہ ان کے شایان شان ہو گا اور آپ لوگ ان کے غلام اور پیرو کہلانے کے حقدار ہوں گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ لیکن میں آج آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ خدا جو سچے وعدوں والا ہے اور وہ انبیاء جو اس سچے خدا کی طرف سے آئے تھے اور وہ اولیاء اللہ جن کی دوستی خدا سے حقیقی تھی انہوں نے اپنی باتوں میں کوئی جھوٹ داخل نہیں کیا بلکہ سچ ہی کہا تھا جو کہ اپنے وقت پر پورا ہوا اور اس پیاسی دنیا کی پیاس کو بجھانے کے لئے عین وقت پر ہی اس پانی کو نازل کیا اور ان تمام پیش گوئیوں کے مطابق وہ امام مہدی ظاہر ہوا مگر وہ آنکھیں جو ظاہر پرست ہو جاتی ہیں وہ روحانی لوگوں کو دیکھنے سے عاری رہتی ہیں آج سے ڈیڑھ صد سال قبل پیش گوئیوں کے مطابق ہندوستان اور دمشق کے مشرق میں پنجاب کی سرزمین قادیان نامی جگہ پر ایک شخص ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت جمعۃ المبارک کے روز صبح فجر کی نماز کے وقت ہوئی۔ آپ کی پیدائش توام تھی آپ کے ساتھ ایک بچی بھی پیدا ہوئی جو کہ فوت ہو گئی۔ آپ کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا آپ نے عین پیش گوئی کے مطابق اسلام کی تمکنت کا بیڑا اٹھایا اور تمام مذاہب کو اسلام کے مقابل پر دعوت دی اور آپ نے "براھین احمدیہ" نامی ایک کتاب اسلام کی حقانیت میں تصنیف فرمائی ہے اور آپ نے اعلان فرمایا کہ دیگر مذاہب والوں میں سے اگر کوئی بھی میری اس کتاب کا جواب اپنی کتابوں سے دے گا اور جس قدر قرآن کی حقانیت اور اسلام کی صداقت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں دلائل میں نے کتاب میں دیئے ہیں اسی رنگ میں وہ اپنے مذہب کی صداقت اپنی کتابوں میں سے پیش کرے گا تو میں اس کو دس ہزار روپے بطور انعام دوں گا اس پر اسلام کے بڑے بڑے علماء نے تبصرے کئے کہ گذشتہ تیرہ سو سالوں

سے آج تک کسی نے بھی اس قدر اسلام کی خدمت نہیں کی جتنی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے کی ہے اور اخبارات میں ریویو لکھے گئے اور اس بات کی تشہیر کی گئی اس کتاب میں آپ کے بہت سے الہامات درج تھے یہاں تک کہ آپ کو مسیح اور مہدی کے القاب سے بھی ان الہامات میں یاد کیا گیا تھا۔ "براھین احمدیہ" کی تصنیف پر مولوی محمد حسین بٹالوی جو کہ بعد میں آپ کے سخت مخالف ہوئے نے لکھا

"اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔"[1]

اسی طرح آپ کی ذاتی زندگی کے متعلق لکھا

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف اور موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے واللہ حسیبہ شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔"[2]

اسی طرح آپ کی تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کے بارے میں مولوی سراج الدین صاحب والد مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار نے لکھا

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲، ۲۳ سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے لکھتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔"[3]

ہاں ہاں وہی صداقت شعار انسان جس کے بارہ میں خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے ایک بار لکھا

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راست باز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ جل سبحانہٗ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم

---

[1] اشاعۃ السنۃ جلد ۶ ص ۷۔ [2] اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ص ۹۔ [3] زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء

اور قبیح چیز نہیں دیکھتا اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے"۔ [1]

اسی طرح جناب ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں

"کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کے چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"۔ [2]

واقعی سچوں کی یہی صداقت ہوتی ہے کہ ان کی زندگی میں ان کے دامن پر کوئی دھبہ نہیں لگتا اور ان کی دعویٰ سے قبل کی زندگی بھی اور بعد کی زندگی بھی پاکدامنی کی شہادت دیتی ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

"فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" [3]

یعنی پس اس سے پہلے بھی تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں پھر تم عقل سے کام نہیں لیتے (یعنی دعویٰ سے پہلے کی زندگی) جس طرح پر یہ آیت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے ایک دلیل ہے اسی طرح ہر نبی اور معمور من اللہ کے لئے اس کی صداقت پر ایک دلیل واثق ہے۔

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ الہام ہوا جو کہ براہین احمدیہ باب اول حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ میں درج ہے اور خدا تعالیٰ نے خود ہی آپ پر یہ الہام فرما کر آپ کی صداقت ظاہر فرمادی اور لوگوں کے سامنے یہ چیلنج رکھ دیا کہ آپ کی سابقہ زندگی پر کوئی انگلی تو رکھو اس بات کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

"تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ

---

[1] ارشادات فرید جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ ترجمہ از فارسی۔ [2] اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء

[3] سورہ یونس رکوع ۲۔

خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔
کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے
جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔[1]

الغرض آپ کو ماموریت کا سب سے پہلا الہام ۲۶ر مارچ ۱۸۸۲ء کو ہوا اور آپ نے
خدا تعالیٰ سے حکم پاکر ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو اپنے مہدی و مسیح ہونے پر حضرت صوفی احمد جان
صاحب کے مکان لدھیانہ میں پہلی بیعت لی اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی آپ اپنے دعاوی
کے متعلق فرماتے ہیں

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے
مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"۔[2]

اسی طرح آپ فرماتے ہیں" میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ قدرت
میں میری جان ہے کہ وہی مسیح موعود ہوں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ
میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہے وکفیٰ باللہ شہیداً۔[3]

اسی طرح فرماتے ہیں

"جب تیرہویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے
الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"۔[4]

اسی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مخاطب کرکے فرمایا

"جَعَلْنَاکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ" کہ ہم نے تمہیں مسیح ابن مریم بنا دیا ہے۔[5]

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بہار انقلاب کا ایک حوالہ درج کیا گیا ہے کہ ضرورت اس
بات کی ہے کہ دنیا پیاسی ہو تو آپ نے اس پیاس کا رنگ بھی دیکھ لیا کہ لوگ کس قدر پیاسے
ہیں اس پیاس کو دور کرنے کے لئے امام مہدی نے ظہور فرمایا اور اپنے آپ کو پانی قرار دیا جس

---

[1] تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲۔ [2] اربعین نمبر ا صفحہ ۴۔ [3] ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۱۳
[4] کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸۔ [5] ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۲

سے کہ مخلوق کی تشنگی کے دور کرنے کا خدا تعالیٰ نے انتظام فرمایا آپ فرماتے ہیں

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیحؑ
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے[1]
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

اسی طرح آپ نے اپنے ایک خطبہ میں جو کہ عربی زبان میں دیا تھا جس کو خطبہ الہامیہ کے نام سے شائع کیا۔

فرمایا "یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیۡ اَنَا الۡمَسِیۡحُ الۡمُحَمَّدِیُّ وَاَحۡمَدُ الۡمَھۡدِیُّ"

یعنی "اے لوگو! میں ہی مسیح محمدی ہوں اور میں ہی احمد مہدی ہوں"

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے

اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ[2]

یعنی خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس کو رسول بنائے اور کب بنائے۔ قرآن کریم کی اس آیت کو لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس بات کو کہ کون رسول ہے یا تو خدا جانتا ہے یا پھر وہ جان سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ رسول چن لیتا ہے پھر جس کو بھی خدا تعالیٰ اپنا مامور بناتا ہے وہ دنیا والوں میں اس خدا کی طرف منسوب کر کے اعلان کرتا ہے کہ مجھ سے خدا

---

[1] درثمین اردو۔ [2] الانعام $\frac{15}{125}$

تعالیٰ نے یہ یہ باتیں کہیں پھر ان باتوں سے ان کی صداقت کو پرکھا جاتا ہے کہ آیا یہ اپنے قول میں سچا ہے یا جھوٹا ہے اور اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے ایک حد قائم کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝

سورۃ الحاقۃ رکوع ۲ آیت ۴۵ تا ۴۸

"یعنی اگر یہ مدعی بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی اسے بچا نہیں سکتا۔"

قرآن کریم کی یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ اگر جھوٹا دعویٰ خدا کی طرف منسوب کر کے کرتا ہے تو پھر اس کا معاملہ خدا سے ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود ہی ایسے جھوٹے شخص کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس کو ڈھیل ہرگز نہیں دیتا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعویٰ نبوت کے بعد کی تیئس ۲۳ سالہ زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ جھوٹے نہ تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ حق پر قائم تھے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ کوئی بھی جھوٹا شخص خدا تعالیٰ پر افتراء کر کے تیئس ۲۳ سالہ لمبی زندگی ہرگز نہیں پا سکتا ہے اور آج تک جتنے بھی جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس ۲۳ سالہ بعد دعویٰ کے گزاری زندگی کے بعد تک کی زندگی گزاری ہو لیکن اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف باتیں منسوب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے برابر یا اس سے بڑھ کر زندگی پاتا ہے تو قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق وہ شخص سچا ہے۔ جبھی تو خدا تعالیٰ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے برابر کی زندگی عطا فرمائی ہے اس بات کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

"اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر

تئیس ۲۳ برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانچ سو ۵۰۰ روپیہ نقد دے دوں گا۔" (اربعین ۳ صفحہ ۱۵)

یہ بات اس لئے لکھنے کی ضرورت پیش آئی کہ خدا تعالیٰ خود مدعی کے بارہ میں زیادہ بہتر جانتا ہے یا پھر وہ مدعی دوسرے لوگوں سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے خدا تعالیٰ سے کیسے تعلقات ہیں اور خدا تعالیٰ سے کیا حکم حاصل کرتا ہے جو کہ وہ وحی کی یا الہام کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بہت سے الہامات اپنی مختلف کتب میں درج کئے ہیں اور آپ نے دعویٰ وحی الہٰی کے بعد تیئس ۲۳ سال سے زیادہ کی عمر گذاری ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے تھے ورنہ مخالف کو یہ ثبوت قرآن کریم کے ثبوت کے مطابق ثابت کرنا ہوگا کہ جھوٹا مدعی نبوت بھی تیئس ۲۳ سال سے زائد عمر گذار چکا ہے اور وہ فلاں شخص ہے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بھی یہ ثبوت اپنی جگہ سے گر جائے گا اور ہم بتاتے ہیں کہ اس قسم کا ثبوت کسی مخالف کی طرف سے پیش کر دینا ممکن نہیں اور ہرگز کوئی ایسا ثبوت نہیں دے سکتا۔

وحی الہٰی

وحی کے بارہ میں عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ بند ہو چکی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے بالکل اسی قسم کا عقیدہ بعض شیعہ حضرات میں بھی پایا جاتا ہے جس کا اظہار مصنف کتاب "بہار انقلاب" نے کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

"کیا دوبارہ پھر سے وحی نازل ہوگی؟ کیوں کہ خاتمیت کے ہمراہ وحی کا دروازہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے"۔ (بہار انقلاب صفحہ ۲۶۳)

اس میں چند باتیں غور طلب ہیں وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت مُتکلم ہے کہ وہ کلام کرتا ہے۔ اگر اب وحی بند ہو چکی ہے اور کوئی بھی خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف حاصل نہیں کر سکتا تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی صفت متکلم علماء کے نزدیک اب ختم ہو چکی ہے نعوذ باللہ کہ گویا اب اس میں بات کرنے کی صفت ہے ہی نہیں پہلے تھی اور یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت ختم ہو جائے ورنہ بعض دوسری صفات کے ختم ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے جب کہ یہ اس کی شان کے خلاف ہے اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہی نہیں اور پیدا ہی نہیں ہوا کہ جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو سکتا اور اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قول ہی منقطع کر دیتا ہے جس میں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء اُمتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے درجہ پر ہیں تو انبیاء سے تو خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اور اگر اب نہیں ہوتا تو پھر یہ مشابہت کیسے قائم رہ سکتی ہے اس طرح سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب عود کرتا ہے اور یہ بھی ممکن نہیں اس طرح سے عمومی لحاظ سے اس بات کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ وحی کا انقطاع غیر ممکن ہے اور پھر اس کی تصدیق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم مِنَ الاُمَمِ ناسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَکُ فِی اُمَّتِی اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ قَالَ ابْنُ وَھْبٍ مُحَدَّثُوْنَ ای مُلْھَمُوْنَ۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر $\frac{521}{1}$)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ یعنی وہ الہام الٰہی سے سرفراز ہوتے تھے۔ میری امت میں جو محدث ہوں گے ان میں حضرت عمر بھی شامل ہیں ابن وھب کہتے ہیں کہ محدث سے مراد ملہم یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پانے والے ہیں۔

اس جگہ ایک بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کو اس بات سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ آئندہ زمانہ میں کسی پر ہونے والی وحی الہٰی قرآن میں داخل ہو جائے گی بلکہ وہ وحی جو شریعت کے لئے تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو کر قرآنی شریعت میں داخل ہو چکی ہے اب ایسی کوئی وحی نہیں ہے جو کہ نازل ہو کر قرآن کریم کا جزء بن جائے اور اس بات کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے ہو جاتی ہے کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ [1]

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے نبوت کا اب صرف مبشرات والا حصہ باقی رہ گیا ہے لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہیں آپ نے فرمایا الرؤیا الصالحۃ رؤیا صالحہ

اور پھر امام مہدی کو جب خدا تعالیٰ مبعوث کرے گا تو ضروری بات ہے کہ اس کی طرف وحی نازل ہو گی تو ہی وہ لوگوں میں اپنی امامت اور مسیحیت و مہدویت کا اعلان کریں گے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ایک حدیث بھی ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وحی نازل کرے گا جو کہ یہ ہے

کَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ

عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ صفحہ ۳۲۹ ۲-۲ ۳۳۱)

یعنی اسی طرح سے پھر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کرے گا اور کہے گا کہ میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں۔

---

[1] بخاری جلد ۴ ابواب الرؤیا

اس بات سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وحی مبشرات والی کا خود دروازہ بند نہیں ہے بلکہ کھلا ہے ہاں تشریعی نبوت اور تشریعی وحی کا دروازہ بند ہے کیوں کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ باقی خدا تعالیٰ اب بھی اپنے بندوں سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ پہلے کیا کرتا تھا اسی بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اس لئے خدا سے ہمکلام ہونے کے لئے اس سے محبت پیدا کرنا ضروری ہے۔

علامہ ابن حجر الہیثمی سے پوچھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس پر وحی نازل ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا نَعَمْ یُوحِیَ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۵)

یعنی ہاں خدا تعالیٰ ان پر وحی حقیقی نازل کرے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے (مسلم کی حدیث اوپر درج کر دی گئی ہے اسی کی طرف آپ کا اشارہ ہے۔)

اسی طرح سے نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی ایک حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"ظاہر آنست کہ آرندہ وحی بسوئے او جبرائیل علیہ السلام باشد بلکہ ہمیں یقین داریم دوراں تردد نمی کنیم چہ جبرائیل سفیر خدا است درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست (حجج الکرام صفحہ ۴۳۱)

یعنی ہم کو اس بات کا یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طرف حضرت جبرئیل ہی وحی لے کر آئیں گے کیوں کہ انبیاء کی طرف خدا کی وحی لانے والے کے لئے وہی مقرر ہیں اور ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں ہے۔

ان حوالہ جات سے بھی اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ وحی کا دروازہ ہرگز بند نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں

"یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے"۔

(براھین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۴۴)

الغرض مصنف کتاب "بہار انقلاب" کا یہ خیال کہ امام مہدی پر وحی نازل نہیں ہوگی غلط ہے بلکہ خدا تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرمائے گا اور وہ اسلامی تعلیم جو مرور زمانہ گرد و غبار میں دب چکی ہوں گی اس کو بذریعہ وحی ہی دوبارہ صاف و شفاف کر کے امام مہدی کے وجود سے لوگوں پر ظاہر فرمائے گا اور ہماری ان باتوں کی تائید خود شیعہ لٹریچر میں موجود ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضؓ فرماتے ہیں۔

فَاِذَا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَغَسَقَ اللَّیْلُ نَزَلَ اِلَیْہِ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَالْمَلٰئِکَۃُ صُفُوْفًا فَیَقُوْلُ لَہٗ جِبْرِیْلُ یَا سَیِّدِیْ قَوْلُکَ مَقْبُوْلٌ وَاَمْرُکَ جَائِزٌ فَیَمْسَحُ یَدَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

یعنی پس جب آنکھیں سو جایا کریں گی اور رات ڈھانپ لیا کرے گی تو اس (مہدیؑ) کی طرف حضرت جبرئیلؑ اور میکائیل اور دوسرے فرشتے صفوں میں نازل ہوں گے پس جبرئیل اسے کہے گا اے میرے سردار! تیری بات مقبول ہے اور تیرا کام جائز ہے پس وہ آپ کے چہرہ کو اپنے ہاتھ سے مسح کرے گا۔ (یعنی اسے برکت دے گا)

اسی طرح حضرت ابو جعفر رضؓ سے روایت ہے کہ

وَیُوْحٰی اِلَیْہِ فَیَعْمَلُ بِالْوَحْیِ بِاَمْرِ اللّٰہِ

یعنی "امام مہدی علیہ السلام کی طرف وحی ہوگی پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وحی پر عمل کرے گا۔" (النجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۶۶)

ان حوالہ جات سے یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ امام مہدی پر وحی نازل ہونا ضروری ہے اور یہ عقیدہ اسلامی عقائد کے خلاف نہیں بلکہ وحی ہی اس امام مہدی کا خدا سے تعلق ہونے کا ثبوت پیش کرے گی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود فرماتے ہیں

"گوہر وحی خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر اک یہی دیں کیلئے ہے جائے عز و افتخار"

(دُرِّ ثمین اردو صفحہ ۹۹)

حضرت امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے پر وحی نازل ہونے کے متعلق فرماتے ہیں

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراھیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

اس زمانہ میں جس شخص نے مسیح موعود و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اور سلف و خلف ائمہ کے اقوال کے مطابق خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی بھی نازل فرمائی اور آپ نے اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ پر اپنی پاک وحی نازل فرماتا ہے پھر اس سے خود ہدایت حاصل کر کے آگے لوگوں کو ہدایت دیتا ہوں اس لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کا نام مہدی رکھا کیوں کہ پہلے وہ خدا تعالیٰ سے وحی کے ذریعہ ہی ہدایت حاصل کرکے مہدی بنے گا اور پھر ھادی۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ فرماتے ہیں

"عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز　　یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو"

(کلام محمود صـ۱۰۷)

جمیع پیش گوئیوں کا مظہر

گذشتہ بحث میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو پیش کر دیا گیا ہے لیکن اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ کیا وہ تمام تر پیش گوئیاں جو آپ کے بارہ میں بیان کی گئیں ہیں وہ آپ پر پوری ہوتی ہیں جیسا کہ میں نے ایک جگہ پر ان تمام باتوں کو جمع کرکے لکھ دیا ہے۔ غرض ہے کہ ہاں وہ تمام باتیں جو گذشتہ صحیفوں میں پائی جاتی ہیں وہ آپ پر بعینہٖ پوری ہوتی ہیں اس کو اختصار سے بیان کرتا ہوں۔

۱۔ امام مہدی کو چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔

اس تعلق سے گذشتہ صفحات　　میں بات بیان ہو چکی ہے کہ آیت استخلاف کی رو سے امام مہدی کو چودھویں صدی میں ضرور آنا چاہیئے تھا کیوں کہ جیسے موسوی سلسلہ کا آخری حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہ سو سال کے بعد آیا اسی طرح محمدی سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی امام مہدی کی صورت میں آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عین چودہ سو سال میں ظاہر ہونا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ظہور بھی چودھویں صدی میں ہی ہوا جیسا کہ پیش گوئی تھی اس بات میں آپ فرماتے ہیں کہ

"جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے"۔ (کتاب البریا صـ۱۶۸)

یہ بات بھی پہلے سے مُسلّم تھی کہ جو چودھویں صدی میں مجدّد ہو گا وہی امام مہدی بھی

ہوگا یا بلفظ دیگر جو امام مہدی ہوگا وہ ہی چودھویں صدی کا مجدد بھی ہوگا جیسا کہ تحریر ہے

"بر سرِ مائتہ چہارم دہم کہ دہ سال کامل آں را باقی است اگر ظہور مہدیؑ و نزول عیسیٰؑ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"
(حجج الکرامہ ص ۱۳۹ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ)

یعنی کہ چودھویں صدی شروع ہونے میں اس سال باقی ہیں اگر اس میں مہدی و عیسیٰؑ کا ظہور ہو جائے تو وہی چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔

الغرض جیسا کہ آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا اسی طرح سے آپ نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں مسیح و مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے۔

۲۔ امام مہدی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔

۳۔ امام مہدی عجمی ہوگا۔

۴۔ امام مہدی سلمان فارسی کی قوم میں سے ہوگا۔

مندرجہ بالا تینوں صفات چونکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اس لئے ان کو ایک جگہ پر ہی جمع کر دیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد صرف خاندان ہی نہیں ہے بلکہ وہ تمام مومنین ہیں جو کہ شریعت اسلامیہ پر عمل کرتے ہیں اور ہر وہ انسان جو روحانی خاندان سے باہر ہو جائے وہ آل میں شمار نہیں ہو سکتا اور ایسا شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ خاص میں سے نہ ہو لیکن اگر ایمان لے آئے تو وہ شخص آل میں داخل ہو جاتا ہے اس کا ثبوت خود قرآن کریم سے ملتا ہے وہ اس طرح کہ حضرت نوحؑ سے خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس طوفان سے تیرے اہل کو بچاؤں گا لیکن آپ کا اپنا لڑکا ہی جو آپ کا منکر تھا اس طوفان سے ہلاک ہو گیا تو حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا تُو تو سچے وعدوں والا ہے تُو نے تو یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے اہل کو بچاؤں گا تو یہ میرا لڑکا تو میرے اہل میں سے تھا وہ کیوں ہلاک ہو گیا تو اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا

"قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ" (ھود ۴/۴۷)

فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنے والا ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت ہر ایسے شخص کو جو صالح عمل کرنے والا ہے نبی کے اہل میں داخل کرتی ہے اور ہر ایک ایسے شخص کو جو غیر صالح عمل کرنے والا ہے اہل سے باہر نکالتی ہے خواہ وہ اُس کی ذرّیت ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم کی اس دلیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات اور بھی زیادہ تقویت دیتی ہے کہ جنگ احزاب کے موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کو ان کی خاندانی ترتیب کے لحاظ سے کھڑا کر رہے تھے تو حضرت سلمان فارسیؓ اکیلے رہ گئے تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ ملایا اور فرمایا

"السلمان مِنّا مِن اَھلِ البیت" (حدیث)

یعنی سلمان ہم میں سے ہے اور ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو حضرت سلمان فارسیؓ کو خاندانی لحاظ سے دور کا بھی تعلق نہ تھا لیکن آپ نے ان کو اہل بیت میں شامل کیا۔

دوسری بات یہ کہ امام مہدی سلمان فارسی کی قوم میں سے ہوگا تو ایک طرف حضرت سلمان فارسی اہل بیت میں شامل ہو گئے تو دوسری طرف یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضرت سلمان فارسی عرب نہ تھے بلکہ عجمی تھے تو اگر آنے والا امام مہدی سلمان فارسی کی قوم میں سے ہو تو وہ عجمی ہی ہوگا عربی نہیں لیکن اہل بیت میں شامل ہوگا عمل صالح کرنے کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے نتیجہ میں۔

سورۃ الجمعہ کی آیت وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم جب نازل ہوئی تو اس وقت صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ اس سے مراد کون ہے تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ لَو کَانَ الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رَجلٌ اَو رِجالٌ مِن ھولاءِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

یعنی اگر ایمان ثریا ستارے تک بھی اٹھ جائے گا تو سلمان فارسی کی قوم میں سے ایک شخص یا بہت سے شخص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دیں گے اور اس حدیث کو بھی

امام مہدی کی طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا خاندان سلمان فارسی کی قوم میں سے ہی ہے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں

" اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان سے مشہور ہوگیا۔۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اور بیگ کا لفظ کسی وقت خطاب کے طور پر ان کو ملا تھا۔ جس طرح خان کا لفظ بطور خطاب کے دیا جاتا ہے"۔

آپ نے اس کا تذکرہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴ حاشیہ میں بھی فرمایا ہے اور اس بات کی تصدیق خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے "ابناء الفارس" کہہ کر پکارا ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

" یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔ اب خدا کے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا خاندان دراصل فارسی خاندان ہے کیونکہ خاندان کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکی اور ظنی"۔ (اربعین ۲ صفحہ ۱۷ حاشیہ)

اس طرح سے یہ تینوں باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود تھیں۔ اگر ایک لحاظ سے آپ خود اہل بیت میں داخل ہوئے تو دوسری طرف سلمان فارسی کی قوم میں سے ہونے کی وجہ سے اور پھر تیسرے یہ کہ آپ عجمی تھے عربی نہ تھے۔

۵۔ امام مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں۔

" اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء کے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور

مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(براھین احمدیہ جلد چہارم ص۵۷۷ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اسی کشف کا ذکر سر الخلافہ میں بھی کیا ہے جو کہ عربی عبارت میں درج ہے اس کشف سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ فاطمۃ الزہرہ سے فرزند کی نسبت رکھتے ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہرہ آپ کے لئے مادر مہربان کے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان بھی سادات سے تعلق رکھتا رہا ہے اور آپ کے خاندان کے بہت سے رشتے سادات میں ہوئے اسی طرح سادات کے بہت سے رشتے آپ کے خاندان میں ہوئے اس لحاظ سے آپ مِنْ وَلَدِ فاطِمۃ کے مصداق ٹھہرتے ہیں حضور فرماتے ہیں۔

"سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ نبی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسل سادات میں سے تھیں اور ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گھر گئیں۔

(نزول المسیح حاشیہ در حاشیہ ص۴۸)

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں

"الہام اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ"

سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ صہر اور نسب ایک ہی جَعَلَ

کے نیچے رکھے گئے ہیں اور ان دونوں کو قریباً ایک ہی درجہ کا امر قابل حمد ٹھہرایا ہے اور یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ جس طرح یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے اور صہر کو نسب پر مقدم رکھنا اسی فرق کے دکھلانے کے لئے ہے کہ صہر میں خالص فاطمیت ہے نسب میں اس کی آمیزش"۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱)

مزید وضاحت نہ کرتے ہوئے میں صرف اس قدر ہی بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ سچا خدا اس زمانہ کے سب سے سچے انسان کو جو بات بتا رہا ہے وہ کس طرح سے جھوٹی ہو سکتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بیان ہی آپ کے فاطمی النسل ہونے پر کافی وشافی دلیل ہے

۶۔ امام مہدی دمشق کے مشرق سے ظاہر ہوگا۔

۷۔ امام مہدی ہندوستان سے آئے گا۔

۸۔ امام مہدی بٹالہ کی تحصیل میں آئے گا۔

۹۔ امام مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام علامتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں کہ آپ ہندوستان میں ظاہر ہوئے اور کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوئے کہ جس سے مراد قادیان ہے اور قادیان بٹالہ کی تحصیل میں واقع ہے۔ اور پھر قادیان دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دمشقی حدیث کی بڑی وضاحت فرمائی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس جگہ امام مہدی آئے گا وہ اپنی مشابہت کے لحاظ سے دمشق جیسی صورت اختیار کر چکی ہوگی وہاں جور وظلم اس قدر ہوگا جس طرح دمشق میں ہوا تھا یزید الطبع لوگ وہاں پائے جائیں گے اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس وقت بالکل ویسے ہی حالات قادیان میں ہیں اور خدا تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور آپ کو اس بارہ میں الہام بھی ہوا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"قادیان کو خدا تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اس پہلے الہام کے معنے بھی اس سے کھل گئے گویا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ اِنّا انزلنٰہ قریباً من القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنّا انزلنٰہُ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول حاشیہ ص ۱۳۹)

کدعہ کے تعلق سے اس قدر عرض کر دینا ہی کافی خیال کرتا ہوں کہ قادیان کا لفظ مرورِ زمانہ سے بدل کر اس طرح سے بنا ہے کہ شروع میں قادیان کا نام "اسلام پور" تھا بعد میں اسلام پور قاضی ہوا پھر اسلام پور قاضی ماجھی میں تبدیل ہو گیا۔ آخر اسلام پور کا لفظ ختم ہو گیا اور قاضی کا لفظ بھی غائب ہو کر کادی بن گیا پھر آہستہ آہستہ کادی سے قادیان میں تبدیل ہو گیا تو کادی اور کدعہ میں کوئی فرق نہیں ہے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

۱۰۔ امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو گا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے امتی ہونے کا بار بار اعلان فرمایا ہے جو کہ کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آپ نے تو اپنی ہر بات اور ہر مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرمایا ہے اور کہا ہے کہ میں امتی نہ ہوتا تو یہ مقام اور مرتبہ مجھے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

آپ فرماتے ہیں

"اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"۔

(حقیقت الوحی ص ۱۵ حاشیہ)

الغرض آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہیں۔

۱۱۔ امام مہدی کا نام احمد ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام احمد ہے۔ آپ کا پورا نام اگرچہ مرزا غلام احمد ہے لیکن اصل نام احمد ہی ہے کیونکہ مرزا کا لفظ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ شاید کسی زمانہ میں خطاب کے طور پر اس خاندان کو ملا تھا اسی طرح سے غلام لفظ بھی آپ کا خاندانی ہی ہے جیسا کہ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضٰے صاحب تھا پھر آپ کے بھائی کا نام مرزا غلام قادر تھا اس طرح سے یہ احمد والی علامت بھی بکمال آپ میں پائی جاتی ہے۔

۱۲۔ امام مہدی ایک زمیندار ہوگا۔ حدیث شریف میں حراث کا لفظ موجود ہے اسی طرح حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی میں جٹیٹا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو کہ ایک ممیز زمیندار ہونے پر دلالت کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کی کافی بڑی جاگیر تھی اور آپ کا خاندان زمینوں کا مالک تھا۔ حضور اس بات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تعلقداری اور ملکیت قادیان کا حصہ جدّی والد صاحب مرحوم کو ملے جواب تک ہیں اور حراث کے لفظ کے مصداق کے لئے کافی ہیں۔ والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیّز زمینداروں میں سے شمار کئے گئے تھے۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل حاشیہ صہ ۱۶۶)

۱۳۔ امام مہدی تمام نبیوں کا ظل ہونے کا دعویدار ہوگا۔

حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت ملتی ہے جو کہ کافی لمبی ہے اس جگہ اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے کہ

"اے لوگو! سنو جو چاہتا ہے کہ آدم و شیث کو دیکھے سو دیکھے وہ میں ہوں سنو! جو چاہتا ہے کہ نوح اور اس کے بیٹے سام کی طرف دیکھے سو وہ میں ہوں۔ سنو! جو چاہتا ہو کہ ابراہیم و اسماعیل کو دیکھے پس میں ہی ابراہیم اور اسماعیل ہوں۔ سنو! جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے پس میں ہی موسیٰ اور یوشع ہوں۔ سنو! جو چاہتا ہے کہ عیسیٰ اور شمعون کو دیکھے وہ مجھے دیکھے میں ہی عیسیٰ اور شمعون ہوں۔ سنو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین رضؓ کو دیکھنا چاہتا ہے سو میں

ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور امیر المومنین رضؓ بھی۔ سنو! جو آئمہ کو دیکھنا چاہتا ہے جو حسین رضؓ کی اولاد میں سے ہیں سو وہ سب میں ہی ہوں۔ میری دعوت کو قبول کرو کیونکہ میں تمہیں ایسی باتوں کی خبر دیتا ہوں جن کی تمہیں خبر دے دی گئی تھی اور جن کی تمہیں خبر نہیں دی گئی تھی۔"

(بحار الانوار جلد ۱۳ باب مایکون ضد ظہورہ صہ ۲۰۲)

حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا۔

"جری اللہ فی حلل الانبیاء"

یعنی اللہ کا پہلوان نبیوں کے حلوں میں۔ آپ میں خدا تعالیٰ نے تمام نبیوں کی صفات کو داخل فرما دیا ہے۔ اس لئے ہی تو آپ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائی تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں (عرصہ بیس برس اور کچھ زیادہ برسوں سے) اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے

بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صـ۳۳)

نیز فرمایا: سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حُلَلِ الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیراؤں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صـ۵۲۱)

۱۴۔ امام مہدی کی ایک جماعت ہوگی۔ حضرت امام المہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے اِذن سے ۱۸۸۹ء میں بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور آپ نے جماعت احمدیہ کے نام پر ایک جماعت قائم کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ پیش گوئی کو کہ امام مہدی ایک جماعت قائم کرے گا پورا فرمایا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں جماعت احمدیہ خدمت اسلام کر رہی ہے۔

۱۵۔ اس طرح سے آپ نے مہدی ہونے کے دعوے کے ساتھ ہی جنگوں کا التواء کر دیا اور فرمایا کہ اب دلائل کی جنگ ہوگی تیر و تفنگ کی جنگ نہ ہوگی اور آپ نے فرمایا کہ

چھوڑ دو جہاد کا اب دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

الغرض امام مہدی میں وہ تمام صفات جو مختلف کتب سماویہ اور بزرگان اُمت کی کتابوں میں بطور پیش گوئی پائی جاتی تھیں وہ سب کی سب آپ میں بکمال درجہ پائی جاتی

ہیں اور کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو آپ میں نہ پائی جاتی ہو۔ ذالك فضل اللہ۔

مزید معلومات کے لئے

رابطہ کریں

۱۔ احمدیہ مسلم مشن

۱۷۔ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ روڈ

بمبئی ۴۰۰۰۰۸

۲۔ نظارت دعوت وتبلیغ

قادیان

ضلع گورداسپور

پنجاب۔ ۱۴۳۵۱۶